2

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والعصر ۝ إن الإنسان لفی خسر ۝

العصر

پشاور پاکستان

ماہنامہ

مدیر مسئول

مفتی غلام الرحمان

مارچ ۱۹۹۶ء شوال ۱۴۱۶ھ

جامعہ عثمانیہ

نوتھیہ روڈ پشاور

العصر اور آپ کی ذمہ داری؟

• جن حضرات کی رکنیت کا ایک سال پورا ہو رہا ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ نئے سال کے لئے اپنا چندہ مبلغ ۶۰/- (ساٹھ روپے) سالانہ مقامی نمائندگان کے ذریعہ یا بذریعہ منی آرڈر دفتر ماہنامہ "العصر" کو بھیج دیں۔ تاکہ اس کمر توڑ مہنگائی، ناموافق فضا اور ابتدائی حالات کے ہوتے ہوئے "العصر" اپنا خوشگوار سفر جاری و ساری رکھ سکے۔

چندہ کے اختتام پر اطلاع دینے کے باوجود کسی رکن کی طرف سے زر تعاون موصول نہ ہونے پر وی۔ پی بھیجا جائے گا۔ جس کا وصول کرنا رکن کا اخلاقی اور مذہبی فریضہ ہے۔

• ادارہ "العصر" کے نمائندگان حضرات

• مولانا فصیح الرحمٰن کراچی
• مولانا ظہیر الدین راولپنڈی
• مفتی محمد سہیل۔ سوات
• مفتی ارشاد احمد مرغز۔ ٹوپی
• مولانا خلیل اللہ حقانی الائی بٹگرام
• قاری محمد سلیمان ٹیکسلا
• خان بادشاہ چراٹ سیمنٹ فیکٹری
• حاجی غنی الرحمٰن۔ مردان
• ضیاء الرحمٰن۔ جہانگیرہ۔ صوابی
• لیاقت علی کالونی سرحد ملز امان گڑھ
• مولانا محمد رحمٰن۔ ٹل کرم ایجنسی۔
• حمید خان وظاہر شاہ۔ پی۔ ٹی سی اکوڑہ خٹک
• مولانا شمشاد علی اوگی مانسہرہ • مفتی دلبر شاہ۔ بنیر۔ سوات
مفتی عبد الرحمٰن لنڈی کوتل خیبر ایجنسی • مفتی مختار اللہ دوبندی جہانگیرہ نوشہرہ
• شاہ نواز۔ ہری پور • قاضی محمد طیب • چارسدہ
• مولانا خواجہ عبد الماجد صدیقی، خانیوال

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان ماہنامہ

العصر پشاور

• جلد ۲ • شمارہ ۳

مجلسِ ادارت

سرپرست: شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہ، پی ایچ ڈی مدینہ منورہ
نائب مدیر: مولانا ذاکر حسن نعمانی
مدیر مسئول: مفتی غلام الرحمن
ناظم: قاری ہدایت الرحمن

فہرست مضامین

افغانستان کے مظلوم عوام کی قسمت کا کھیل	مدیر مسئول	۲
مسلمانوں کے طبی خدمات	ڈاکٹر ستار پروفیسر واحد علی شاہ	۵
دارالافتاء	مفتی غلام الرحمن	۱۳
قرآن کریم کے تدریجی نزول کی حکمتیں	مفتی عبدالولی	۱۵
گردش دولت	مفتی ذاکر حسن	۱۹
قرآن کی حقانیت	ادارہ	۲۳
امریکہ میں مقیم دہشت گرد یہودی تنظیمیں	تنویر قیصر شاہد	۲۴
ہدایت	مولانا ابوالکلام آزاد	۳۵
نئی نسل کو سنبھالیں	حاجی محمد برکی	۴۱
سرطان سے احتیاطی تدابیر	ادارہ	۴۲
مولانا رشید احمد صاحب ٹونکی کی رحلت		۴۳
اخبار الجامعہ	مفتی عبدالولی	۴۵
تبصرہ کتب	مفتی عبدالولی	۴۷

بدلِ اشتراک
فی پرچہ ۷/۰ روپے
سالانہ اندرون ملک ۸۰/ روپے
بیرون ملک ۱۰ ڈالر

رابطہ
فون دفتر: ۰۵۲۱-۲۷۳۵۶۱
رہائش: ۰۵۲۴۹-۷۶۱

خط و کتابت
ماہنامہ "العصر" پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۹
جامعہ عثمانیہ پشاور کینٹ پاکستان

ترسیلِ زر
ماہنامہ "العصر" اکاؤنٹ نمبر ۷۸۸
مسلم کمرشل بینک سنہری مسجد روڈ برانچ پشاور صدر

طابع: ... پرنٹرز پشاور
مقام اشاعت: جامعہ عثمانیہ نزد کوٹلہ محسن خان ... پشاور صدر

افغانستان کے مظلوم عوام کی قسمت کا کھیل

فروری 1994ء کے دوسرے عشرہ میں اسلام آباد ایک دفعہ پھر افغانستان میں قیام امن کی کوششوں کی سرگرمیوں کا مرکز رہا۔ اقتدار پر قابض استاد ربانی کی مخالفت قوتیں جنرل رشید دوستم اور حزب اسلامی کے سربراہ گلبدین حکمت یار، حزب وحدت اور نیشنل لبریشن فرنٹ کے نمائندے ایران و پاکستان اور اقوام متحدہ کے سیکٹری جنرل کے خصوصی ایلچی محمود مسطری کے درمیان مذاکرات کے کئی ادوار ہوئے مذاکرات میں "طالبان" کی شرکت کی ضرورت شاید محسوس نہیں کی گئی اس لئے "طالبان" کا کوئی نمائندہ اس میں شریک نہ رہا۔ توں کسی نتیجہ خیز مرحلہ کے بغیر مذاکرات کے یہ ادوار ختم ہوئے۔

افغانستان میں قیام امن عالم اسلام کی دیرینہ خواہش ہے۔ مسلمانوں کے کئی عالمی مسائل افغانیوں کے باہمی رنجش کی وجہ سے تشنہ تکمیل ہیں۔ افغانستان میں پائیدار اسلامی حکومت ہی سے امریکہ کی چودھراہٹ کو دھچکہ لگ سکتا ہے اور مسلمان ایک طاقت بنکر ظالم کے خلاف اٹھ سکتے ہیں۔ افغانستان میں جاری خونریزی کی وجہ سے دشمنان اسلام کے لئے مذموم عزائم پروان چڑھ رہے ہیں۔ اس لئے امریکہ اس کے حواری یا اس کی داشتہ لونڈی اقوام متحدہ سے کسی ایسی سنجیدہ کوشش کی توقع کرنا "جس سے مسلمان بین الاقوامی میدان میں طاقت بن کر ابھرے" جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمنی کسی سے مخفی نہیں۔ جہاد افغانستان کے موقعہ پر امریکہ کی تمام تر محبتیں کسی انسانی ہمدردی یا ظلم کے خلاف آواز پر مبنی نہیں تھیں۔ بلکہ روس کی مخاصمت اور مقابلہ کے میدان سے اس کو باہر نکالنا امریکہ کی دیرینہ خواہش تھی۔ لیکن جب اس کا مقصد پورا ہوا۔ تو "اتنی بڑی منک اتنی اری ماترون" کا شیطانی نعرہ بلند کرکے افغان پالیسی یکسر تبدیلی کی۔ ابھی تو صرف افغانستان نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کو دوسروں کا دست نگر بنانا اس کی بڑی خواہش ہے۔ اس لئے کسی اسلامی ملک میں اسلامی حکومت کا قیام یا معاشرہ میں امن اور سکون و اطمینان کا ماحول

میسر ہونا ان کو قطعاً گوارا نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

مایود الذین کفروا من اہل الکتاب ولاالمشرکین ان ینزل علیکم من خیر من ربکم (البقرہ/ 105)

ترجمہ :۔ کافر خواہ اصل کتاب میں سے ہوں یا مشرکین میں سے' ذرا بھی پسند نہیں کرتے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہیں کسی طرح کی بہتری نصیب ہو۔

قرآن کے اس واشگاف اعلان کی روشنی میں اگر ہم مذکورہ محمود مسطری مذاکرات کا تجزیہ کریں۔ تو اس میں سنجیدگی نظر نہیں آتی۔ بلکہ یہ افغانستان کی خونریزی کو تسلسل دینے کی مذموم کوشش ہے۔ اور امریکہ کے مفادات کے تحفظ کا ایک حربہ ہے۔ جو ایران اور پاکستان کو ڈھال بناکر پیش کیا جارہا ہے۔ کیونکہ موجودہ مذاکرات ایسے نہج پر ہو رہے ہیں۔ جسمیں "طالبان" کو نظرانداز کیا گیا ہے۔ "طالبان" افغانستان کی مضبوط قوت ہے ان کی شرکت کے بغیر مذاکرات کو نتیجہ خیز سمجھنا بے وقوفی ہے۔ نصف سے زائد حصہ پر قابض ہو کر کابل پر دستک دینے والے نونہالان قوم کے بغیر کی قسمت کا فیصلہ کرنا مزید جھگڑے میں الجھانے کے مترادف ہے۔

"طالبان" کی وجہ سے استاد ربانی کا اقتدار رو بزوال ہے۔ ممکن ہے کہ وہ طالبان سے انتقام لینے کے لئے اقتدار رشد و دوستم' یا حکمت یار کے حوالہ دے۔ لیکن کیا اس سے افغانستان مسئلہ حل ہوگا یا نہیں؟ ہمارے خیال میں یہ مسئلہ کا حل نہیں۔

افغانیوں کی قسمت کا فیصلہ خود ان کے ہاتوں میں رہنا چاہئے۔ کسی بیرونی ہاتھوں کے اشارہ سے جو حل بھی افغانیوں پر باہر سے مسلط کیا جائے گا۔ اس سے حالات مزید خراب ہونگے۔ ایسا نہ ہو کہ آئے دن غیر سنجیدہ کوششوں سے عالم اسلام کا جغرافیائی نقشہ افغانستان سے خالی نظر آئے ولا فعلها الله

افغانستان کے حل میں "طالبان" کا کردار موثر معلوم ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کوئی ایسی جماعت نہیں جسمیں کوئی انفرادی ہو۔ بلکہ یہ افغانستان کے جملہ احزاب اور جماعتوں کے ان حوصلہ رکھنے والے جوانوں کی طاقت ہے۔ جو افغانستان میں ظلم و ستم اور زیادتی کے خلاف بے لوث جذبہ سے معرض وجود میں آئی۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک ان کا ہر قدم حوصلہ افزائی کا پیغام ہے۔ ان کی وجہ سے افغانستان میں امن قائم ہے۔ پاکستان اگر ہندوستان اور اس کے حوالہ سے افغانستان میں کسی حل کا خواہاں ہو۔ یا ایران امریکہ کو اپنے قرب و جوار میں کوئی موقعہ

Scanned with CamScanner

دینا نہیں چاہتا ہو۔ تو اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ افغانستان میں طالبان کی قوت کو تسلیم کرے۔ ہر اس تجویز کی مخالفت کرے۔ جو طالبان کے وجود کو نظر انداز کرے۔ والعصر ان الانسان لفی خسر

عبدالرحمٰن عفی عنہ

۱۲/۱۰/۱۴۱۶ھ۔

فقہی کانفرنس کا انعقاد

المرکز الاسلامی بنوں کے زیر اہتمام ۱۷۔ ۱۸ اپریل ۱۹۹۶ء کو بروز بدھ جمعرات ایک جامع فقہی کانفرنس منعقد ہو رہا ہے جس میں جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی سمیت ملک بھر کے جید علماء و فقہاء وکلاء اور ہر طبقہ زندگی کے دانش وروں اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ شرکت کریں گے

اس کانفرنس میں جدید دور کے مسائل کے شرعی حل کے بارے میں علمی مقالات پڑھے جائیں گے کانفرنس کے بارے میں مزید معلومات کے لیے المرکز الاسلامی واقع ڈیرہ روڈ بنوں رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے

نصیب علی شاہ
مہتمم المرکز الاسلامی بنوں
فون : 0928-610466
فیکس : 0928-3202

مسلمانوں کی طبی خدمات

طب عربی زبان کا لفظ ہے ۔ اور اس کے معنی ہیں جھاڑ پھونک اور ٹونے ٹوٹکے وغیرہ ص ا
حدیث شریف میں یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے ۔ ایک حدیث شریف میں رجل مطبوب" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے ص 2 جس کے معنی ہیں وہ آدمی جس پر سحر جادو کا اثر ہوا ہو۔ چونکہ اس علم کی ابتداء مذہبی اعتقادات و نظریات اور جھاڑ پھونک سے ہوئی۔ اس لئے علم کے اس شاخ کے لئے طب کا لفظ استعمال کیا جانے لگا طب پر زمانہ قدیم سے مذہب کا اثر رہا ہے ۔ اور آج کے اس جدید طبی دور میں لوگ علاج کے لئے مذہب ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں ۔ طب آج ہمارے سامنے جس شکل میں موجود ہے اس میں بے شمار ماہرین طب کی کاوشیں شامل ہیں ۔ ان میں سے بعض کے نام تو تاریخ سے کتابوں میں مرقوم ہیں اور بعض کے ناموں سے لوگ واقف بھی نہیں ہیں ص۔ 3

طب کا سفر انسان کے ساتھ کب شروع ہوا اس کا کوئی قابل اعتماد شہادت نہیں ملتی۔ تاہم اتنی بات ضرور ہے کہ جب سے انسانی زندگی کا آغاز ہوا۔ طب کا سفر بھی اس کے ساتھ شروع ہوا ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ طب کا آغاز بابل اور نینوا نامی شہروں سے تقریبا" پانچ ہزار قبل مسیح سے بھی پہلے ہوا تھا۔ ص ۔4

قدیم طب میں کسی بھی بیماری کے بارے میں یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ انسان کے کسی گناہ کی وجہ سے اس پر نازل ہوئی ہے ص ۔5

بعض لوگوں کا خیال تھا کہ ناقابل علاج بیماریاں کسی ماورائی طاقت (vital force) کی وجہ ہیں اور اس کا علاج بھی اس بالائی طاقت (دیوی یا دیوتا) کے ذریعے ہی کیا جاسکتا ہے ص۔6

تمام قدیم تہذیبوں (مصری ' چینی ' رومی ' ہندوستانی اور یونانی) میں ایک بات قدر مشترک تھی کہ ان سب نے بیماری کو انسان کے جسم کے اندر کسی خرابی کے طور پر تسلیم نہیں کیا تھا۔ بلکہ کسی ماورائی طاقت کے غیض و غضب کا نتیجہ قرار دیا تھا اور اس کا علاج بھی اس بالائی طاقت کے ذریعے سے کیا جاسکتا ہے ۔

دوسرے علوم و فنون کی طرح طب کی ترویج میں بھی یونانیوں کا بڑا ہاتھ ہے اور جدید طب کے بانی انہی کو تصور کیا جاتا ہے ۔ جالینوس (GALEN) کو جدید طب کا بانی تصور کیا جاتا ہے ص ۔7
تاہم 500 ق م میں بقراط (HIPPOCRATES) (460) نے اس وزن کو جلا بخشی اور اسے تو ہمات

(EDUCATION) طبی تعلیم سے ہٹا کر مشاہدات و تجربات کے راستے پر لگایا۔ ص 8 اور اسی سے طبی تعلیم (MEDICAL) کی ابتداء ہوئی۔ جو بعد میں میڈیکل سکول کے قیام کا سبب بنی ص 9۔ اسی بناء پر بقراط کو طب جدید کا باوا (FATHER OF MEDICINE) تسلیم کیا جاتا ہے ص 10۔

یونان رومیوں کے حملے کے بعد اسکندریہ طبی علوم کا مرکز بنا اور یوں طبی علوم یونانیوں کے ہاتھوں سے نکل کر عیسائیوں کے ہاتھوں میں منتقل ہوئے۔ اور اب علاج معالجہ پر چرچ کا قبضہ ہوگیا کسی بھی مریض کا مرض سے مکمل شفایاب ہونے کے لئے ضروری تھا کہ وہ چرچ میں پادری کے سامنے "اعتراف گناہ" کر کے اپنے آپ کو بیماریوں سے بچائے اس عمل کی وجہ سے پادری بیمار لوگوں کی مجبوری سے غلط فائدہ اٹھا کر انہیں دونوں ہاتھوں سے لوٹتے رہے۔ ص 11۔

دنیا کا پہلا شفاخانہ: بقراط (60 ق م) کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے دینا کے پہلے شفاخانے کی داغ بیل ڈالی۔ اس نے رب الشفاء کے معبد میں زائرین کے لئے ایک چھوٹا سا شفاخانہ کھولا تھا۔ جس میں غریب اور نادار لوگوں کا مفت علاج کیا جاتا تھا یونانی زبان میں اس شفاخانے کا نام آفنر کین تھا۔ جس کے معنی بیمارستان یا ہسپتال کے ہیں ص 12۔

طب عربی۔ (ARABIAN MEDICINE)

طب عربی سے مراد صرف عربی زبان بولنے والوں کی طب نہیں ہے بلکہ اس سے مراد طب اسلامی یعنی مسلمانوں کی طب ہے کیونکہ اس نے زمانے میں مسلمانوں کی حکومتوں کی سرحدیں ایران، ماوراء النہر اور سپین، تک پھیل ہوئی تھی لہٰذا اس زمانے میں طب پر صرف عربوں نے کام نہیں کیا۔ بلکہ غیر عرب مسلمانوں نے بھی اس پر کافی کام کیا اس لئے اسکا نام طب عربی کے بجائے طب اسلامی زیادہ موزوں ہوگا۔ ص 13

مغربی مفکرین ساتویں صدی عیسوی تا تیرہویں صدی عیسوی تک کے درمیانی عرصے کو تاریک دور (DARK AGE) کے نام سے موسوم کرتے ہیں ص 13۔ حالانکہ عین اس زمانے میں مسلمانوں نے پوری دنیا میں علم کی شمع کو روشن کئے رکھا تھا۔ اگرچہ اس علم کی ابتداء یونانیوں سے ہوئی لیکن اس کے بعد اس کو پروان چڑھانے میں مسلمانوں کا بڑا ہاتھ ہے ص 15۔ کیونکہ مسلمانوں نے یونانی کتابوں کے نہ صرف عربی میں ترجمے کئے بلکہ ان پر مزید تحقیق جاری رکھی ص 14۔

نبی کریمؐ کی وفات کے صرف اسی سال بعد مسلمان یورپ میں داخل ہوئے اور تقریباً (800) سو سال (711-1492ء) تک سپین پر حکومت کی سسلی پر دو سو سالوں تک مسلمانوں کا جھنڈا لہراتا رہا۔ 846ء میں مسلمانوں نے اٹلی کے جنوبی علاقوں اور روم پر بھی قبضہ کرلیا۔ اور 869ء میں مالٹا بھی مسلمانوں کے زیر سلطنت آگیا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ غیر مسلم مفتوحین نے مفتوحہ علاقوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی لیکن مسلمانوں نے جن جن علاقوں پر قبضہ کرلیا یہ قبضہ ان علاقوں کے لئے امن و سکون کا پیامبر ثابت ہوا۔ مسلمانوں نے وہاں نہ صرف اپنے علوم کو ترویج دی بلکہ ان کے علوم کا بھی عربی میں تراجم کرکے انھیں مزید وسعت دی ص۔18 یہ بات شک وشعبہ سے بالاتر ہے۔ کہ عربی علوم نے مغربی علوم کو بہت متاثر کیا آج بھی مغربی علوم میں عربی کے نام عام استعمال ہوئے ہیں۔ مثلاً الجبرا۔ (AL-GEBRA) الکحل (ALCOHOL) وغیرہ وغیرہ۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس زمانے میں عربی علوم مغربی علوم سے زیادہ ترقی یافتہ تھے۔ ص۔19

مسلمانوں کی علم دوستی: مسلمانوں کی علم دوستی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے ایران کے طبی مدرسے خبری شاہ پور کو نہ صرف رہنے دیا۔ بلکہ اس کو مزید ترقی بھی دی۔ اور بعد میں اسلامی دور میں بھی کئی صدیوں تک طبی علوم کا مرکز رہا۔ ص 20 اس علم دوستی کی وجہ قرآن کریم کے وہ ان گنت ارشادات اور نبی کریمؐ کے اقوال ہیں۔ جن کی بناء پر مسلمانوں نے علم کے حصول کے لئے دور دراز کے سفر کئے علم کی اہمیت کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔ ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون ص۔21
ترجمہ۔ کیا علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے برابر ہو سکتے ہیں۔

(2) والذین اوتو العلم درجات ص۔ 22
ترجمہ۔ اور جن کو علم دیا گیا ہے ان کے درجے (باقی لوگوں سے) بلند ہیں۔
نبی کریمؐ نے بے شمار احادیث میں علم کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔
ارشاد نبوی ہے۔
ومن سلک طریقاً یطلب فیہ علماً سھل اللہ لہ طریقاً الی الجنۃ۔ ص۔23
یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے جن علاقوں پر قبضہ کیا نہ صرف اپنے علوم و فنون کو وہاں کے

Scanned with CamScanner

لوگوں کو منتقل کیا بلکہ ان علاقوں میں مروجہ علوم و فنون کو بھی محفوظ کرکے انہیں مزید ترقی دی۔ 24 اس کے برعکس غیر مسلموں خصوصاً" عیسائیوں نے جن مسلمان علاقوں پر قبضہ کیا وہاں نہ صرف ہزاروں مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا بلکہ ان کے علمی خزانوں کو بھی تباہ و برباد کیا۔ ص

35

طب اسلامی کی ترویج و اشاعت میں مسلمان حکمرانوں کا بھی بڑا ہاتھ تھا۔ اور سرکاری سرپرستی ہی کی بنیاد پر مسلمان اطباء نے تحقیق و تالیف کا کام جاری رکھا ص 26 یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے علم طب کو وہ مقام عطاء کیا۔ جو خود یونانی اسے نہ دے سکے۔ ص 27

عربوں کی فطرت معالجاتی علوم (Curative Knowledge) کی طرف زیادہ مائل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے مختلف قسم کے ادویات ایجاد کیے۔ اور کامیابی کے ساتھ اس کا استعمال بھی کرتے رہے۔ ص 28

یہ عرب ہی تھے جنہوں نے ادویات کو ان کے اجزاء اور خواص کے ساتھ کتابی شکل میں جمع کیے۔ دنیا کا پہلا دواخانہ عربوں نے ہی قائم کیا تھا۔ ص 29

مشہور عرب سائنس دان جابر بن حیان (778ء) کو عرب دوا سازی کا باپ (Arabic Pharmaey Father of) کہا جاتا ہے۔

اسلامی دور کے شفاخانے اور ہسپتال

بغداد کو آٹھویں صدی عیسوی کا پیرس، ہوٹلوں، محلات، مساجد اور ہسپتالوں کا شہر کہا جاتا ہے۔ ص 30

دنیا کا پہلا منظم ہسپتال عباسی خلیفہ ہارون الرشید (786 ۔ 809ء) نے نویں صدی میں بغداد میں قائم کیا تھا۔ ص 31

امیہ کے دور میں پہلا ہسپتال 706ء میں دمشق میں تعمیر کیا گیا تھا۔

خلیفہ المتوکل (822 ۔ 861ء) نے 1872ء میں قاہرہ میں پہلا ہسپتال قائم کیا تھا ص 32 اس ہسپتال کے علاوہ قاہرہ میں ایک روز شفاخانہ بھی تعمیر کیا گیا تھا۔ جس میں ہر مرض کے لئے الگ الگ وارڈ قائم کیے گئے تھے۔ اس ہسپتال میں بیرونی مریضوں (O.P.D) ایک شعبہ بھی کام کرتا تھا۔ ص 33

خلیفہ مامون (170 ۔ 218ء) نے بغداد میں ایک شاہی لائبریری قائم کی تھی۔ جس کا نام بیت

الحکمت (Houes of wisdom) رکھا گیا تھا۔ اس لائبریری میں مشہور اطباء طبی مباحث میں حصہ لیتے تھے۔ اسی لائبریری کے زیر انتظام یونانی کتابوں کے عربی میں ترجمے بھی کرائے جاتے تھے۔ اور ہر ترجمے کے عوض مترجم کو کتاب کے وزن کے برابر سونا دیا جاتا تھا۔ ص 34

دجلہ کے کنارے "ابن الفرات" (836 - 901ء) تھے۔ جو بغداد کے جملہ ہسپتالوں کے انچارج بھی تھے۔ انہوں نے گشتی شفاخانوں کا اجراء کیا تھا۔ ص 35

عضد الدولۃ (936 - 983ء) نے بغداد میں ایک بہترین ہسپتال قائم کیا تھا جس کا انچارج مشہور مسلمان ڈاکٹر ابوبکر الرازی (864 - 125) تھا۔ اور 44 ڈاکٹروں کی ایک ٹیم اس کے نگرانی میں اس ہسپتال میں کام کرتی تھی۔ جن میں ابونصر فارابی، یعقوب الکندی کے نام قابل ذکر ہیں۔ یہ اس زمانے کا بہترین تدریسی ہسپتال (Teaching Hospital) تھا۔ ص 36

بغداد کے تمام ہسپتالوں کے لئے ایک محتسب مقرر کیا گیا تھا۔ جو ہسپتالوں کا اچانک معائنہ کرکے غیر حاضر عملے کی سرزنش کرتا تھا۔ ص 37

سلطان صلاح الدین ایوبی نے فاطمہ محل میں ایک ہسپتال کھولا تھا۔ جس میں خواتین کے لئے الگ الگ وارڈ تھے۔ جن کے لئے الگ خواتین ڈاکٹرز متعین تھی۔ ص 38

قاہرہ میں سلطان المنصور نے 1283ء میں بیمارستان المنصور کے نام سے ایک جدید ہسپتال قائم کیا تھا۔ جس میں آٹھ ہزار لوگوں کے لئے گنجائش تھی۔ اس ہسپتال سے فارغ ہونے کے بعد مریض کو دوائی خریدنے کے لئے سونے کے 5 پیسے بھی دیئے جاتے تھے۔ ص 39

ذہنی مریضوں کے لئے سب سے پہلے مینٹل ہسپتال قائم کرنے کا اعزاز بھی مسلمانوں کو حاصل ہے۔ جو کہ قاہرہ میں 872ء میں قائم کیا گیا تھا۔ لیکن اس کے برعکس یورپ میں پہلا مینٹل ہسپتال 1410ء میں قائم ہوا تھا۔ بوعلی سینا (980 - 1938ء) کی کتاب القانونی فی الطب کئی سو سال تک یورپ کے میڈیکل کالجوں میں ٹیکسٹ بک کے طور پر پڑھائی جاتی تھی۔ ص 40

ابوالقاسم الزہراوی (930 - 1013ء) کو امام الجراحین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے آلات جراحی کی شکلیں بناکر سرجری میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔ ص 41

ڈاکٹروں کی رجسٹریشن اور امتحان

عباسی دور میں ڈاکٹروں کی باقاعدہ رجسٹریشن شروع ہوئی تھی۔ اور کسی بھی ڈاکٹر کو رجسٹرڈ کرنے سے پہلے اس سے ایک مشکل امتحان لیا جاتا تھا۔ اس کے باوجود بغداد میں رجسٹرڈ

ڈاکٹروں کی کل تعداد (900) تھی۔ ص 42
لیکن اس کے برعکس یورپ میں یہ قانون سسا (Cicl) کے بادشاہ درجہ دوم (Roge II) 1140ء میں نافذ کیا تھا۔ بعد میں یہی قانون فریڈ ب دوم (Fredric II) نے نافذ کیا۔ اور 1283ء میں سپین میں اور 1347ء میں جرمنی میں یہی قانون نافذ کیا گیا۔ ص 43
عجیب بات یہ ہے۔ یہ یورپ والے مسلمانوں کے اس شاندار دور کو تاریک دور کے نام یاد کرتے ہیں۔ حالانکہ طبی میدان میں یورپ والے مسلمانوں کے خوشہ چین ہیں۔ اور یورپ کے تمام طبی ترقی مسلمانوں کے تحقیقی کارناموں کی مرہون منت ہے۔ اگر مسل یورپ والوں کو اپنے علمی خزانے مستقل نہ کرتے تو وہ آج طب کے میدان میں بہت پ رہتے۔

---

(1) جمہرۃ اللغۃ زیر لفظ "طب"، المنجد زیر لفظ "طب"
(2) صحیح بخاری کتاب الطب باب السحر
(3) Eneyclopaedia Britannica "Medicine"
(4) A short history of Medicine P:10
(5) تاریخ طب / 17
(6) ایضا حوالہ نمبر1 = (1) دن (3) ایضا
(7) Islamic Encyclopaedia "Medicine".
(8) Science in History P: 159 - 161.
(9) Encyclopaedia Britannica "Medical Education".
(10) Journal of Medical Science (JMS) Khyber Medical College Pesh: Vol: II P:1, Dec: 1990.
(11) Influence of Islam on Western Civilization: P:49
(12) تاریخ طب، ص، 22
(13) Islamie Medicine P:5
(14) ایضا
(15) اسلامی انسائیکلو پیڈیا، ص، 1087

Influence of Islam on western Civilization P:51 (16)

History of the Arabs P:363 (17)

Islamic Medicine. (Sh) P:363 (18)

A Short history of Medicine: P:81 (19)

Encyclopaedia Britannica "Arabian Medicine". Arabian Medicine: P: 20 (20)

(21) الزمر = 39:19

(22) المجادلة = 11:58

(23) صحیح بخاری کتاب العلم، باب العلم، قبل القول ما یعمل

(24) Medical Islamic Medicine: P:3 | Medical Islamic Medicine: P: 3

(25) یورپ پر اسلام کے احسانات، ص، = 87 سپین پر جب 1492ء میں عیسائیوں نے دوبارہ قبضہ کر لیا - تو ان کے احتسابی عدالتوں نے چند دنوں میں 28 ہزار 5 سو مسلمانوں کو سزائے موت دی -

(26) تاریخ طب، ص: 28.

Influence of Islam on Western civilization P:49 (27)

Encyclopaedia Britannica "ARABIAN MEDICINE". (28)

i. Health Sciences in Early Islam Vol: II P:43-55 (29)
ii The Arabs, A Short history P:

the Glories of Islam P:24 (30)

(31) تاریخ الخلفاء = ص: 217

(32) حوالہ نمبر 2 - (2)

The Glories of Islam P:26 (33)

i. Influence of Islam on Western Civilization P:51 (34)
ii. Health Science in early Islam Vol: II P:64
iii. Muslim Contribution to Science P:6 (35)

History of the Arabs P:314

Ibid No. 2 II (36)

The Arabs, A Short history P: 109 (37)

Scanned with CamScanner

The Glories of Islam P:27 (38)

The Influence of Islam on western Civilization P:53
Jild No. 2 (39)

(40)

(41) اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ (ابو القاسم الزاہروی)

Influence of Islam on Western Civilization P:49 (42)

A Short history of Medicine P:92 (43)

Encyclopaedia Britannica "MEDICINE"

Scanned with CamScanner

سوتیلی ماں سے حسنِ سلوک

دارالافتاء

مفتی عبدالرحمٰن

سوال: والدین کے حقوق کی ادائیگی انسان کا اخلاقی اور مذہبی فریضہ ہے اس کی اہمیت سے انکار کی گنجائش نہیں۔ لیکن "ام" (والدہ) کے بارے میں جس ترجیحی سلوک کا حکم ملتا ہے کیا یہ سگی ماں سے خاص ہے یا کہیں سوتیلی ماں بھی اس حکم میں شامل ہے کیونکہ عرف میں دونوں کو "ماں" کہا جاتا ہے۔

بینوا توجروا

سعید اللہ، شہزاد گل، سپر کلرک

کرم ملیشیا، صدہ، کوہاٹ

الجواب وباللہ التوفیق

اولاد پر والدین کے احسانات دنیا میں ہر قسم کے احسانات سے زیادہ ہیں حقوق العباد میں سب سے زیادہ اہمیت والدین کے حقوق کی بیان کی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا

ای العمل احب اللہ — اللہ تعالیٰ کا ہاں پسندیدہ عمل کیا ہے

قال الصلوۃ علی وقتھا — آپ نے فرمایا۔ نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا

قال ثم ای قال — پوچھا گیا اس کے بعد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا پھر والدین سے نیکی کرنا (882/2)

پھر اولاد سے والدہ کی شفقت ومحبت، اور "وھنا علی وھن" سے ناقابل تحمل بوجھ برداشت کرنے کی وجہ سے والدہ زیادہ حسن سلوک کی مستحق ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان اللہ حرم علیکم عقوق الامھات (بخاری 883/2) قرار دی ہے

لیکن "ام" یعنی ماں کی حقیقت سگی ماں سے خاص ہے سوتیلی ماں اس زمرہ میں شامل نہیں کیونکہ "ام" کی حقیقت میں نسبت ولادت کا ہونا ضروری ہے جو سوتیلی ماں میں مفقود ہے امام قرطبی فرماتے ہیں

فالام اسم لکل انثی لھا علیک

ولادۃ (القرطبی 5/108)

تاہم رمضان کی ولادت کا رشتہ والدین کے واسطہ سے دادی اور نانی سے بھی قائم ہے اس لئے دادی اور نانی پر بھی مجازا "ام" کا اطلاق ہوتا ہے امام فخر الدین لازمی فرماتے ہیں۔

کل امراۃ اجمع نسبک الیھا بالولادۃ من جھتہ
ابیک أو من جھتہ امک بلدرجتہ او درجات
بانات رجعت الیھا او بذکور فھی امک (الکبیر 10/27)

گویا لغت کے اعتبار سے سوتیلی ماں پر "ام" اطلاق مشکل ہے۔

محرمات کے تذکرہ میں بھی سوتیلی ماں اور سگی ماں کا تذکرہ الگ کیا گیا ہے چنانچہ اول الذکر کے لئے "ما نکح اباکم" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جبکہ ماں دادی اور نانی کو حرمت امھا تکم میں سمیٹا گیا۔ معاشرتی میدان میں انسان پر والدہ جو حقوق عائد ہوتے ہیں یہ ضروری نہیں کہ سوتیلی ماں کو وہ حقوق حاصل ہوں چنانچہ فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ والدہ جب غریب ہو تو بیٹے پر اس کا خرچہ لازم ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ سوتیلی ماں کے خرچہ کی ذمہ داری بھی اس پر عائد ہو فقہاء کرام لکھتے ہیں

الام اذا کانت فقیرۃ فانہ یلزم الابن نفقتھا
وان کان معسرا وھی غیر زفتہ ——
وان کان الرجل المعسر زوجتہ لیست ام ابنہ
الکبیر لم یبحبر الابن علی ان ینفق علی امراۃ ابیہ (ھندئیہ 1/565)

تاہم اخلاقی ذمہ داری کا تقاضا ہے کہ والد کے حرم میں بیٹھی ہوئی سوتیلی ماں سے حسن سلوک روا رکھا جائے۔ ویسے بھی والدین کی رضامندی کے ذرائع تلاش کرنا بیٹے کے فرائض منصبی ہے سوتیلی ماں سے حسن سلوک یقیناً" والد کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے سوتیلی ماں کا خیال رکھنا زیادہ مناسب ہے۔ (واللہ الموفق)

Scanned with CamScanner

قرآن کریم کے تدریجی نزول کی حکمتیں

قرآن کریم ازل سے لوح محفوظ میں ایک خاص کیفیت کے ساتھ موجود ہے اور اس کیفیت پر سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کو علم نہیں

ارشاد گرامی ہے: بل ھو قرآن مجید ○ فی لوح محفوظ ○ (1)

بلکہ یہ قرآن مجید ہے لوح محفوظ میں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جب عالم انسانیت کے لئے اس آخری اور ابدی پیغام کو اپنے آخری اور برگزیدہ پیغمبر جناب محمد رسول ﷺ کے ذریعے پہنچانے کا ارادہ فرمایا تو لوح محفوظ سے اسکا دو مرتبہ نزول ہوا پہلی مرتبہ یہ مکمل پورے کا پورا لوح محفوظ سے آسمان دنیا کے بیت العزۃ میں نازل کیا گیا۔ قرآن کریم کا یہ نزول رمضان کے مہینے لیلتہ القدر کو۔ جسے لیلتہ مبارکہ بھی کہا گیا ہے ہوا۔ ارشاد گرامی ہے:

شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن ھدی للناس وبینٰت مّن الھدٰی والفرقان (2)

مہینہ رمضان کا ہے جس میں نازل قرآن ہدایت ہے واسطے لوگوں کے اور دلیلیں روشن راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی۔

ارشاد گرامی ہے: انا انزلنه فی لیلته القدر بیشک ہم نے اسے قدر کی رات نازل کیا ہے۔

مذکورہ بالا تینوں آیاتیں اس بات کا افادہ کرتی ہیں کہ قرآن مجید ماہ رمضان میں قدر کی رات نازل ہوا اور اسی کو لیلتہ مبارکہ بھی کہتے ہیں۔ قرآن مجید کا یہ نزول ماہ رمضان میں سماء دنیا کے بیت العزۃ کو یکبارگی سے ہوا محققین نے اس قول کو اصح الاقوال مانا ہے

علامہ سیوطی نے اس قول کی تائید میں متعدد احادیث نقل کی ہیں آپ لکھتے ہیں کہ طبرانی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے آپ فرماتے ہیں۔

انزل القرآن فی لیلته القدر فی شھر رمضان الی سماء الدنیا جملته واحدۃ ثم انزل نجوما" (6)

قرآن مجید کو ماہ رمضان میں قدر کی رات آسمان دنیا کو یکبارگی سے اور پورے کا پورا نازل کیا

گیا پھر اس کے بعد تدریجاً" نازل ہوا۔ حاکم اور ابن ابی شیبہ نے بھی ابن عباسؓ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا:

فصل القرآن من الذكر فوضع فی بیت العزة من السماء الدنیا فجعل جبریل ینزل به علی النبی ﷺ (7)

قرآن مجید کو لوح محفوظ سے اتارا گیا تو سماء دنیا کے بیت العزة میں رکھا گیا پھر جبریل علیہ السلام نے اسے نبی ﷺ کے پاس لانا شروع کر دیا یہ احادیث اگرچہ ابن عباسؓ پر موقوف ہیں لیکن حکماً مرفوع ہیں اور صحیح بھی ہیں جیسا کہ امام سیوطی نے کہا ہے۔

البتہ امام شعبی اور بعض دیگر حضراتؒ "إنا انزلنه فی لیلة القدر کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ حضور ﷺ پر نزول قرآن کی ابتداء ماہ رمضان میں لیلۃ القدر کو ہوئی لیکن حافظ ابن حجر نے شرح بخاری فرمایا ہے۔

والاول هو الصحیح المعتمد (8)

بعض علماء نے تطبیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قرآن مجید کا پہلا نزول لوح محفوظ سے آسمان دنیا کے بیت العزة میں رمضان کے مہینے لیلۃ القدر کو ہوا اور پھر دوسرے تدریجی نزول کی ابتداء بھی رمضان کے مہینے قدر کی رات ہوئی اور بھی وہ تاریخ تھی جس میں گیارہ سال بعد غزوہ بدر پیش آیا چنانچہ ارشاد ہے:

وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعان

اور جو ہم نے نازل کیا ہے اپنے بندے پر فرقان کے دن اس دن جب دو گروہ آپس میں مل گئے اس تدریجی نزول کی تکمیل تقریباً" تیئس برس میں ہوئی

بعض اوقات جبریل امین ایک چھوٹی سی ایت ——— بلکہ آیت کا کوئی جز لے کر بھی تشریف لے آئے اور بعض مرتبہ کئی کئی آیتیں بیک وقت نازل ہو جاتیں قرآن کریم کا سب سے چھوٹا حصہ جو مستقلاً" نازل ہوا وہ غیر اولی الضرر ہے جو ایک طویل آیت کا ٹکڑا ہے دوسری طرف پوری سورة انعام ایک ہی مرتبہ نازل ہوئی ہے۔

اب یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم کو یکبارگی نازل کرنے کے بجائے تدریجی نزول کا طریقہ کیوں اختیار کیا گیا یہ سوال حضورؐ سے خود مشرکین عرب نے کیا تھا کیونکہ وہ ایک قصیدہ پورا کا پورا ایک وقت میں سننے کے عادی تھے اور یہ تدریجی نزول ان کے لئے ایک اجنبی سی بات تھی اس کے علاوہ قرآن مجید سے پہلے تورات، زبور اور انجیل تینوں ایک ہی مرتبہ نازل ہوئی تھیں ان میں یہ تدریج کا طریقہ نہیں اختیار کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سوال کا

...ب خود دیا ہے اور اس طریقے کی حکمتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے: وقال
الذین کفروا لولا نزل القرآن جملتہ واحدۃ کذلک لنثبت بہ فؤادک
ورتلنہ ترتیلا ○ (۳۲)

اور کافروں نے کہا کہ آپ پر قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نازل نہیں کیا گیا؟ اسی طرح (ہم نے قرآن کو تدریجاً اتارا ہے) تاکہ ہم آپ کے دل کو مطمئن کر دیں اور ہم نے اسکو رفتہ رفتہ پڑھا ہے۔ وقرانا فرقناہ لتقراہ علی الناس علی مکث ونزلنہ تنزیلا (۱۰۶)

اور قرآن کو ہم نے متفرق طور پر نازل کیا ہے تاکہ آپ اسے لوگوں کو مہلت کے ساتھ سنائیں اور ہم نے اسے بتدریج نازل کیا ہے۔

یہ دو آیتیں قرآن مجید کے تدریجی نزول کی حکمتوں اور اسرار کی طرف راہنمائی کرتی ہیں علماء نے اپنی اپنی تفاسیر میں ان حکمتوں اور اسرار کی جمع کرنے کی کوششیں کی ہے امام رازی کے بیان کا خلاصہ پیش خدمت ہے آپ فرماتے ہیں کہ اس تدریجی نزول میں کئی حکمتیں تھیں۔

(1) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے ، لکھتے پڑھتے نہیں تھے اس لے اگر سارا قرآن ایک ہی مرتبہ نازل ہوگیا ہوتا تو اسکا یاد رکھنا اور ضبط کرنا دشوار ہوتا اس کے برخلاف حضرت موسیٰ علیہ السلام لکھنا پڑھنا جانتے تھے اس لئے ان پر تورات ایک ہی مرتبہ نازل کر دی گئی۔

(2) اگر پورا قرآن ایک دفعہ نازل ہو جاتا تو تمام احکام کی پابندی فوراً شروع ہو جاتی اور یہ اس حکیمانہ تدریج کے خلاف ہوتا جو شریعت میں ملحوظ رہی ہے۔

(3) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم کی طرف سے ہر روز نئی نئی اذیتیں برداشت کرنی پڑتی تھیں جبرئیل علیہ اسلام کا بار بار قرآن کریم کا لے کر آنا ان اذیتوں کے مقابلے کو سہل بنا دیتا تھا اور آپ کی تقویت قلب کا سبب بنتا تھا

(4) قرآن کریم کا ایک بڑا حصہ لوگوں کے سوالات کے جواب اور مختلف واقعات سے متعلق ہے اس لئے ان آیات کا نزول اسی وقت مناسب تھا جس وقت وہ سوال ، گئے یا وہ واقعات پیش آئے اس سے مسلمانوں کی بصیرت بھی بڑھتی تھی اور قرآن کے غیبی خبریں بیان کرنے سے اس کی حقانیت اور زیادہ آشکار ہو جاتی تھیں (1)

حواشی وحوالہ جات

(1) البروج ر 21/ 22

(2) البقرۃ ر 185

(3) القدر ر 1

(4) الاتقان ر 116

(5) القدر ر 1

(6) مرجع سابق صفحہ مذکورہ

(7) مرجع سابق 1/ 117

(8) تاریخ القرآن الکریم ر 11 الاتقان 1/ 118

(9) انساء ر 94

(10) تفسیرابن کثیر 2/ 122 و علوم القران للعثمانی ر 67

(12) الفرقان ر 32 (13) الاسراء ر 1.6 (14) علوم القرآن ر 69

الحمدُ لله

وفاقی محتسب اعلیٰ جناب جسٹس عثمان علی شاہ صاحب کے فیصلے کے موجب پاکستان کے تمام اسکولوں میں مکمل ناظرہ قرآن کریم کی تعلیم ایک علیحدہ لازمی مضمون ہوگا۔ وزارت تعلیم اسلام آباد نے ملک کے تمام تعلیمی اداروں کو اس سلسلے میں ہدایات جاری کردی ہیں کہ ان پر فوری سختی سے عمل کرایا جائے۔ فیصلے اور ہدایات کے موجب (الف) مضمون ناظرہ قرآن کریم کے علیحدہ چالیس نمبر ہونگے (ب) یہ مضمون لازمی ہوگا (ت) اسمیں پاس ہونا لازمی ہوگا (ث) اسکا نتیجہ علیحدہ مضمون کی حیثیت سے مارکس شیٹ میں درج کیا جائیگا (ج) ہفتہ میں کم از کم تین پیریڈ ناظرہ قرآن مجید کیلئے دیئے جائیں گے (د) ناظرہ قرآن کی تعلیم تیسری جماعت سے شروع ہو اور ساتویں جماعت تک پورے قرآن کریم کو مکمل کیا جائیگا آٹھویں جماعت میں قرآن پاک کو دہرایا جائیگا (خ) پاروں کی تقسیم اسطرح پر ہے تیسری کلاس قرآنی قاعدہ اور تیسواں پارہ۔ چوتھی کلاس پارہ ستائیس تا انتیس۔ پانچویں کلاس پارہ ایک تا پارہ چھ۔ چھٹی کلاس پارہ سات تا پارہ سولہ۔ ساتویں کلاس پارہ سترہ تا پارہ چھبیس۔ آٹھویں جماعت میں مکمل قرآن کریم کو دہرایا جائیگا۔

ڈائریکٹر آف ایجوکیشن نے بھی تمام اسکولوں کو احکامات جاری کردیئے ہیں کہ ان ہدایات پر سختی سے عمل کرایا جائے۔ مزید یہ اسکولوں کے ٹائم ٹیبل میں مضمون ناظرہ قرآن کریم ایک علیحدہ مضمون کی حیثیت سے علیحدہ کالم میں لکھا جائیگا اور اسطرح امتحان کی مارکس شیٹ میں ایک علیحدہ کالم کے اندر اس مضمون کو لکھا جائیگا۔

تمام حضرات سے درخواست ہے کہ اپنے علاقے کے اسکول میں کوشش فرمائیں کہ اسکولوں میں ناظرہ قرآن کریم سے متعلق یہ فیصلہ عملی طور پر نافذ ہوجائے۔

Scanned with CamScanner

"گردش دولت اور مضبوط معیشت"

ڈاکٹر حسن نعمانی

انسان کو اللہ تعالیٰ نے مختلف اشیاء کی طرف احتیاج کے ساتھ پیدا کیا دنیا میں اس کی بڑی ضرورتیں کھانا' لباس اور رہائش ہے اس کے ساتھ اور بھی بے شمار ضرورتیں لگی ہوئی ہیں ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایک انسان دوسرے انسان اور ایک ملک دوسرے ملک کا محتاج ہے۔ انفرادی طور پر سب سے الگ تھلگ زندگی بسر کرنا موت کو دعوت دینا ہے جیسا کہ مشہور ہے ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ انہی انسانی ضروریات کی وجہ سے ہوائی جہاز' ریل ،بسیں' سمندری جہاز' فیکٹریاں اور بڑی بڑی تجارتی منڈیاں وجود میں آئیں آج دنیا کی ساری مادی ترقی اور آبادی میں بنیادی کردار اس انسانی ضرورت کا ہے ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سونا اور چاندی کو پیدا کیا تاکہ ان کے ذریعے مختلف اشیاء ضرورت کا تبادلہ ہو آج ان دو قیمتوں دھاتوں کی جگہ دنیا میں مختلف مالیت کی رائج الوقت کرنسیوں (کاغذی نوٹ) نے لے لی۔ اگر کوئی سونا چاندی بھی خریدنا چاہے تو اس کے عوض ڈالر' دینار اور نوٹ وغیرہ دے گا۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے میں بنیادی اور اہم کردار دولت کا ہے۔ اگر معاشرہ میں دولت کی گردش صحیح توازن اور اعتدال کے ساتھ ہے تو ملکی معیشت مضبوط اور برقرار رہے گی اگر دولت کی گردش بند ہے یا صحیح توازن کے ساتھ نہیں تو چند لوگوں کی زندگی تو خوشحال ہوگی لیکن اکثر لوگ پریشان اور بدحال ہوں گے غربت افلاس' بیماری' بھوک جہالت اور بے روزگاری کا دور دورہ ہوگا۔

دولت۔ دولت صرف کاغذی نوٹ نہیں بلکہ ہر قیمتی شئی دولت ہے سونا' چاندی نوٹ اور دیگر قیمتی اشیاء وغیرہ اگر قیمتی اشیاء کو بلا ضرورت ڈیکوریشن (زینت) یا ذخیرہ اندوزی کی شکل میں روک دیا تو اس کا زبردست نقصان ہے اس لئے اسراف عیاش' ذخیرہ اندوزی وغیرہ کی شریعت نے مذمت کی ہے۔

معیشت کا اہم اصول۔ معیشت اور خاص کر اسلامی معیشت کا اہم اصول گردش دولت ہے دولت ایک جگہ مرتکز ہو کر رہ جائے یہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے اسلام چاہتا ہے کہ دولت سے ہر طبقہ مستفید ہو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

کی لایکون دولتہ بین الاغنیاء منکم (الحشر/۷)

تاکہ وہ تمہارے تونگروں کے قبضہ میں نہ آجاوے ارتکاز دولت کی تمام شکلوں کی قرآن و حدیث میں نفی اور مذمت ہے مثلاً" قرآن حدیث میں سود کی حرمت کے ساتھ ساتھ زبردست وعیدات بھی ملتی ہیں اس لئے کی سود گردش دولت کے اصول کو جڑ سے کاٹتا ہے الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے لوگوں کو دولت کی بچت کے سبز باغ دکھا کر بنکوں میں دولت جمع کراتے ہیں وہاں سے بڑے بڑے مگرمچھ قرض کی شکل میں اس جمع شدہ پونجی کو نکال کر اس پر قابض ہو جاتے ہیں لوگوں کی چھوٹی چھوٹی آمدنیاں ان سرمایہ داروں کے ہاتھ میں چلی جاتی ہیں چند خاندان ملکی معیشت پر چھا جاتے ہیں کچھ عرصہ بعد ساری دولت چند سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں کھیلتی ہوئی نظر آتی ہے ماضی قریب کے مشہور بائیس خاندان ارتکاز دولت کی جیتی جاگتی عملی تصویریں تھیں ۔ حالانکہ نے قرآن صاف نفی کر دی کہ ایسا نہ ہو کہ دولت صرف اغنیاء کے ہاتھوں میں پھرتی رہے اس کے مقابلہ میں کروڑوں افراد بنیادی ضرورتوں کو ترستے رہتے ہیں ۔

صرف دولت ۔ صرف دولت گردش دولت کی عملی شکل ہے اسلام نے صرف دولت کے مواقع متعین کر دیئے ہیں اسلام نہیں چاہتا کہ ایک فرد صرف دولت جمع کرتا رہے گا قرآن و حدیث میں زیادہ زور صرف دولت کا ہے یعنی ہر انسان دولت کو خرچ کرتا رہے تاکہ معاشرہ اور ملکی معیشت میں اس کا فائدہ اور مزید پیداواری عمل بڑھتا جائے قرآن کا طالب علم جانتا ہے کہ قرآن مجید میں صدقہ ایثار' اطعام اور انفاق کے الفاظ کے ساتھ خرچ کی ساٹھ سے زائد مقامات پر ترغیب اور حکم دیا ہے اور جائز کمائی کی اجازت دی ہے اس قرآنی تعلیم سے ایک اصول نکلا کہ "دولت برائے صرف" اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ دولت برائے جمع نہیں اور اس کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے ہوتی ہے والذین یکنزون الذھب والنضه ولا یفقو نهما فی سبیل اللّٰه فبشرھم بعذاب الیم (التوبہ / 34)

اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سو آپ ان کو ایک بڑی درد ناک خبر سنا اس قرآنی وعید کو مدنظر رکھ کر ہر اس شخص کو چاہئے جس نے دولت کو کسی نہ کسی طریقے سے گردش سے روک رکھا ہے کہ اپنی دولت کو سرمایہ کاری یا انفاق فی سبیل اللہ میں لگائے تاکہ آخرت کی سزا سے بھی بچ جائے اور ملکی معیشت کو بھی مضبوط کرے ۔

Scanned with CamScanner

ارتکاز دولت کی چند صورتیں

اپنے آس پاس معاشرہ میں غور سے دیکھا جائے تو ارتکاز دولت کی بہت شکلیں نظر آئیں گی جن کو لوگ جہالت یا غفلت کی وجہ سے محسوس نہیں کرتے بعض لوگوں کی کلائی پر سونے کی گھڑی نظر آتی ہے جس کی قیمت کم از کم ایک لاکھ کے قریب ہوتی ہے جب تک یہ گھڑی اس کے ہاتھ پر بندھی ہوئی ہے یہ ایک لاکھ روپیہ فضول بے کار پڑا ہے۔

(2) زیورات کی شکل میں اربوں کھربوں روپے کا سونا گھروں میں بے کار پڑا ہے بعض عورتوں کے بارے میں سنا کہ دوسو تولہ سونے کے مختلف قسم کے زیبائش کے زیورات بنوائیں ہیں زیب وزینت کی بھی ایک حد ہوتی ہے زیورات کا استعمال عورتوں کے لئے فرض اور واجب تو نہیں اگر ان کا استعمال ان کے لئے ضروری ہوتا تو زکواۃ کیوں فرض ہوتی سونے کے استعمال کی عورتوں کے لئے صرف جواز ہے اگر یہ عورتیں ان کا زکواۃ نکالتی ہیں آخرت کی باز پرس سے بچ جائیں گی۔ کیونکہ زکواۃ بھی ملکی معیشت میں زبردست معاون ہے لیکن اگر اس زائد سونا کو کسی خاص صحیح منصوبہ بندی کے تحت صحیح جگہ میں (INVEST) سرمایہ کاری کیا جائے تو ملکی معیشت کو بڑا فائدہ ہوگا۔ مثلاً" اس سونا کو بیچ کر اس سے حاصل شدہ رقم پر چند فیکٹریاں نصب کی جائیں تو کتنے بے روزگاروں کو روزگار مہیا ہو جائے جس کی وجہ سے ان کے بچے تعلیم کے زیور سے آراستہ ہوں۔ علاج معالجے کے مسائل حل ہوں فیکٹری کی کمائی دوبارہ سونے کے ان مالکان کے پاس جائے اس لحاظ سے یہ مالکان مفت کا ثواب کمائیں مشہور واقعہ ہے کہ ایک فاحشہ عورت نے پیاسے کتے کو پانی پلایا تو اللہ نے اس کی مغفرت فرما دی۔ اس کے مقابلہ میں ایک پیاسے بھوکے اور ننگے مسلمان کی اگر ایک عورت مدد کردے تو سوچنے کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عمل سے کتنے خوش ہوں گے ان لوگوں کو سوچنا چاہئے جن کے پاس گھروں اور بنکوں میں سونا ویسے ہی پڑا ہے اُن لوگوں کو اس کے زکواۃ اور سرمایہ کاری کی فکر چاہئے سونا اگر یوں ہی بے کار پڑا رہے تو اس کا کچھ فائدہ نہیں پشتو کی ایک مشہور کہاوت کا مفہوم ہے کہ چھری اگر سونے کی بنی ہو تو بھی اس کو کوئی اپنے پیٹ میں نہیں گھسیڑتا بھوکے اور پیاسے کو سونے کی چھری کیا فائدے دے گی اس کو بیچ کر ہی اس کی تمام ضروریات پوری ہوں گی۔ نہ جانے کتنے لوگوں کے ساتھ سونے کی چھریاں موجود ہیں۔

(3) نوٹوں کے ہار

ملک کے ہر حصے میں آپ کو بازاروں کے اندر مختلف مالیت کے نوٹوں سے بنے ہوئے ہار نظر آئیں گے لوگ ان ہاروں کو مختلف خوشی کی تقریبات کے مواقع پر خریدتے ہیں کروڑوں روپیہ ان ہاروں میں یونہی بے کار پڑا رہتا ہے ان ہاروں کی تجارت کرنے والوں کو تو ضرور فائدہ ہوتا ہے لیکن یہ سارا روپیہ کس پیداواری عمل میں خرچ نہیں ہو رہا بلکہ بے کار قسم کی گردش ہے۔

ڈیکوریشن پیس۔ ہر گھر اور بیٹھک کی سجاوٹ کے بارے میں ہر آدمی کوشاں ہے بڑے بڑے بنگلوں کے ڈرائنگ رومز میں اگر کسی کو جانے کا اتفاق ہوا ہو تو اس کو اندازہ لگا ہوگا کہ محض کمرے کی سجاوٹ کے لئے بہت سی قیمتی اشیاء خرید کر رکھی ہیں جن کی قیمت بعض اوقات لاکھوں روپے ہوتی ہے ان تمام ڈرائنگ رومز کے اندر سجائے ہوئے ڈیکوریشن پیس کی قیمت اربوں اور کھربوں سے متجاوز ہے یہ ساری دولت ان سجاوٹی اشیاء کی شکل میں مرتکز ہے یہ لوگ ملکی معیشت کی کمزوری کے ذمہ دار ہیں ان کو چاہیئے کہ اس دولت کو صحیح طور پر گردش میں لائیں چند مواقع ذکر کر دیئے گئے جہاں دولت بے کار پڑی ہے ورنہ غور کرنے سے اور مواقع معلوم ہو سکتے ہیں۔

تنبیہہ۔ اسلام جس گردش دولت کو چاہتا ہے وہ صحیح گردش ہے جس کا تقاضا اسلامی معیشت کرتی ہے ورنہ دیگر نظم ہائے معیشت میں بھی دولت کی گردش ہے ان کے اپنے اصول ہیں جن میں حلال، حرام کی تمیز نہیں نہ اس میں اخلاقیات کا پہلو ہوتا ہے وہ صرف یہ سوچتے ہیں کہ دولت کو کس طرح پیداواری عمل میں صرف کیا جائے تاکہ ملکی معیشت مضبوط ہو اس کے برعکس اسلامی معیشت میں حلال حرام اور اخلاقیات کے پہلو نمایاں ہوتے ہیں اس لئے دولت کی ایسی گردش جو اسلامی معیشت کے خلاف ہے اس کو بند کرنا چاہیئے۔ مجموعی طور پر اگر ہمارے ملک کے اندر دولت کی گردش کو دیکھا جائے تو صحیح نہیں کیونکہ اس گردش کے نتیجے میں امیر امیر تر اور غریب غریب تر بنتا جارہا ہے ملک کے اندر جتنی مقدار دولت گردش میں ہے اس کا توازن صحیح نہیں رشوت چوری، سفارش اور ڈاکہ زنی نے گردش دولت کی صحیح توازن کو بگاڑ کے رکھ دیا ہے جس کی وجہ سے بعض لوگوں کے ہاتھ زیادہ دولت لگتی ہے اور بعض نان جویں کو ترستے ہیں ہر آدمی اس فکر میں ہے کہ راتوں رات امیر بن جائے اگرچہ ناجائز راستوں سے ہو ماہرین معاشیات کو اس کے بارے میں سوچنا چاہیئے اور

بقیہ صفحہ 24 پر

شعور الہ قرآن

قرآن کی حقانیت

اقوام عالم کی تاریخ گواہ ہے۔ کہ زمان و مکان کی تبدیلی سے طرز زندگی' بود و باش اسلوب حیات' اور تہذیب و ثقافت متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ ممالک اور علاقائی اعتبار سے تہذیب و ثقافت ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ آج سے سینکڑوں سال کی پرانی ثقافت اپنے وقت میں ترقی یافتہ ہوں کے باوجود آج کے لئے کار آمد اور قابل عمل ہو۔ بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایک اعلیٰ ثقافت و تہذیب فرسودگی کا شکار ہے۔

لیکن اسلامی تہذیب" ہر وقت اپنی پوری رعنائی اور تازگی سے قائم رہتی ہے۔ قرآن ایسی لاثانی کتاب ہے۔ کہ اس کے تقاضے اور مطالبے' افکار و نظریات اور ثقافت صدیوں گزرنے کے باوجود جوں کے نہ صرف مفید نہیں بلکہ کامیابی کا ضامن ہے۔ آج سے چودہ سال قبل حجاز مقدس کی جس مبارک زمین کا انتخاب اس کی ترویج کے لئے ہوا۔ وہی مناسبت اور موزونیت آج یورپ و افریقہ عرب و عجم غرضیکہ ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ بلکہ اس کے عالمگیر ہونے کا ثبوت دیکھے کہ بروبر یا فضا کا کوئی حصہ اس کے دسترس سے باہر نہیں۔ سائنسی تحقیقات سے خود ساختہ افکار و نظریات کو بڑا دھچکہ لگا۔ کچھ ایسی چیزیں ایجاد ہوئیں۔ جس سے باطل مذاہب کے مقررہ اصول متاثر ہوئے ایسی حالت میں بعض مقامات پر تو مذہب کو خیرباد کہنا پڑا۔ اور بعض جگہوں میں سائنس تحقیقات کو مذہب کے خلاف حربہ سمجھ کر مذہب پرستوں پر تحقیق کے راستے بند کر دیئے گئے۔ یوں مذہب اور سائنس کے درمیان تصادم پیدا ہوا۔ لیکن قرآن سائنسی تحقیقات سے مخالفت کی بجائے اس میدان میں ترغیب دلاتا ہے۔ علمی ترقی' تحقیق و جستجو مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ قرآن کسی پر تحقیق کے راستے بند نہیں کرتا۔ بلکہ اسلامی اقدار کا پابند رہ کر جو تحقیقی کارنامہ سرانجام دیا جائے۔ قرآن اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس لئے آج تک سائنسی نظریات اور تحقیقات نے قرآن کے کسی نظریہ کی تردید نہیں کی۔ اور نہ تکذیب کی کوئی صورت سامنے آئی۔ جس سے مذہب کے اصول میں ترمیم و اضافہ کی ضرورت پڑے۔ قرآن تو مادی دنیا میں غور و فکر اور اس سے آفاقی نتیجہ نکالنا "اولو الالباب" یعنی عقلمندوں کی نشانی قرار دیتا ہے یہ الگ بات ہے۔ کہ قرآنی علوم کو سائنس نتائج کا تابع قرار دینا دانشمندی نہیں۔ کیونکہ سائنسی آراء وقت گزرنے سے بدلتی رہتی ہیں۔ جب

بقیہ صفحہ

امریکہ میں مقیم دہشت گرد یہودی تنظیمیں

امریکہ میں یہودی کیسے آئے؟ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا (جلد چہارم، صفحہ 938) نے اس کا جواب ان الفاظ میں دیتا ہے...... "کولمبس (جس نے امریکہ دریافت کیا) چونکہ نہیں جانتا تھا کہ وہ جہاں جا رہا ہے، وہاں اس کو وحشی لوگ ملیں گے یا مہذب باشندے، اس نے اپنے جہازوں پر سستے اور معمولی سامان لاد لئے تاکہ وہ وہاں کے قدیم باشندوں سے ان کا سونا حاصل کرسکے۔ مگر اسی کے ساتھ اس نے ایک شخص لوئی دی تور کو اپنے جہاز میں بٹھایا جو کہ ایک یہودی تھا اور وہ عبرانی اور کلانی کے علاوہ کچھ عربی زبان بھی جانتا تھا، اس ضرورت کے پیش نظر کہ وہاں عظیم خان سے اس کو ملاقات پیش آ جائے......" اس حوالے میں مذکورہ لوئی دی تور کا ذکر سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض سے شائع ہونے والے ماہنامہ "فیصل" (صفر 1414ء ہجری) میں بھی ہوا ہے۔ "فیصل" کے اس مضمون کا عنوان "کولمبس نے غلطی کیوں کی؟" ہے اور مضمون نگار کا نام ڈاکٹر مظفر صلاح الدین شعبان ہے۔ اس مضمون میں ایک جگہ لکھا گیا ہے۔ "آٹھویں صدی سے لیکر بارہویں عیسوی تک کے زمانے میں عربی زبان ہی دنیا کے بیشتر لوگوں کی علمی زبان تھی اور اسی بناء پر کولمبس نے عربی زبان کو تمام زبانوں کی ماں قرار دیا اور اسی سے اس کا سبب بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیوں اپنے پہلے سفر میں ایک اسپینی یہودی "لوی دی تور" کو خصوصی مترجم کے طور پر اپنے ساتھ لے گیا جو کہ عربی زبان سے بخوبی واقف ہے......"

کولمبس کی امریکہ میں آمد کے لمحوں سے لیکر 1995ء تک امریکی یہودیوں نے دانستہ کوشش کی ہے کہ وہ امریکہ میں مقیم مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ساری دنیا میں آباد مسلمان اور اسلامی ممالک کے خلاف سازشوں اور فساد کا ایک جال پھیلا دیں اور انہوں نے دہشت گردی کی ایسی مثال قائم کیں کہ قرآن کی پیشن گوئی حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی کہ یہودی نصاری مسلمانوں کے کبھی دوست ثابت نہیں ہوں گے اور یہود خصوصاً" مسلمانوں کے دشمن رہیں گے۔ انہوں نے دنیا میں سر اٹھانے والے ہر اس فتنے کی سرپرستی اور پشت پناہی کی جس سے اسلام کی دل آزادی کا پہلو نکلتا ہو۔ انہوں نے برطانیہ کے مفسد اور ملعون سلمان رشدی اور بنگلہ دیش کی دادیدہ دہن سلیمہ نسرین کی ہر لحاظ اور ہر سطح پر پیٹھ ٹھونکی۔ امریکہ،

برطانیہ اور فرانس کی شیطانی اور طاغوتی کوششوں اور باہمی تعاون سے فلسطین کے قلب میں اسرائیل کا خنجر پیوست کر دیا گیا تو امریکی یہودیوں کی عالم اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں اور دہشت گردیوں کو مزید شہ مل گئی اور وہ اپنی فتنہ پردازیوں میں اور بھی شیر ہو گئے۔

۱۹۷۶ء کے اوائل میں امریکہ میں ایک فلم بنائی گئی جس کا نام "محمد پیغمبر خدا" تھا۔ امریکہ کے مشہور اداکار انتھونی کوئین نے اس فلم میں (نعوذ باللہ، ثم نعوذ باللہ) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار ادا کیا۔ امریکہ میں یہ فلم ہر بڑے سینما میں دکھائی جارہی تھی۔ امریکی مسلمانوں نے اس کی زبردست مخالفت کی اور امریکی حکومت سے مطالبہ کیا کہ اسے فوری طور پر بند کیا جائے مگر اس مخالفت کے بالمقابل امریکی یہودیوں کے رہنما ربی ابراہام ڈیوڈ نے اس مطالبے کو مسترد کرنے کی حمایت کی۔ جب مسلمانوں کا مطالبہ تسلیم نہ کیا گیا تو امریکہ میں مقیم ایک غیور مسلمان خلیفہ حماس عبدالخالص نے واشنگٹن میں چند یہودی افسروں کو یرغمال بنا لیا اور امریکی حکومت سے مطالبہ کیا کہ اگر مذکورہ فلم پر پابندی عائد نہ کی گئی تو وہ ہر یرغمالیوں کو ہلاک کردے گا۔ مطالبہ فوری تسلیم کرلیا گیا۔ دو ہفتے کے بعد خلیفہ حماس کو اس کے گھر میں بیوی اور تین معصوم بچوں کی سمیت شہید کر دیا گیا۔ قاتلوں کے بارے میں سبھی مسلمانوں کا اتفاق تھا کہ ان کا تعلق ابراہام ڈیوڈ کی دہشت گرد جماعت "ڈیوڈ سٹار" سے ہے۔ واضح رہے مذکورہ فلم (محمد، پیغمبر خدا) کے ڈائریکٹر کا نام مصطفیٰ عقاد لکھا گیا اور بتایا گیا حالانکہ اس فلم کا اصل ہدایتکار ابراہام ڈیوڈ کا بڑا بیٹا کوہین تھا جو نیویارک میں آرٹ فلموں کا بادشاہ کہلواتا تھا۔

امریکی یہودیوں کی اکثریت امریکہ کے سب سے بڑے شہر نیویارک میں رہائش پذیر ہے۔ نیویارک کے سب سے بڑے روبرو کلین کے تین علاقے انہی دولت مند اور دہشت گردوں کے سرپرست یہودیوں سے اٹے پڑے ہیں۔ یہ تین علاقے ولیم برگ برج، میکڈ انلڈا یونیو اور بے برج کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ نیویارک کے انہی علاقوں میں مقیم یہودیوں کے آئے روز کے مظاہروں کے سبب نیویارک میں مقیم مصر کے ممتاز عالم دین اور مجاہد شیخ عمر عبدالرحمٰن کو امریکی حکومت نے گرفتار کیا۔ شیخ عمر پر الزام عائد کیا گیا کہ وہ یہودیوں کے مذہبی رہنما ربی کاہانی کے قتل میں ملوث ہیں اور یہ کہ وہ پانچ عربی ملزمان جنہوں نے ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور نیویارک کی ہالینڈ سرنگ کو بم سے اڑانے کی کوشش کی، ان کو بھی شیخ عمر نے ہدایات دیں۔

Scanned with CamScanner

ان الزامات کے خالق اور بعد ازاں انہیں امریکی اور دنیا بھر کے میڈیا میں مشہور کرنے والے امریکی یہودیوں نے مرکزی کردار ادا کیا۔ ان بد خلاق، مفسد اور انارکی پسند یہودیوں کی زیادتیاں اس حد تک تجاوز کر گئی ہیں کہ ستمبر95ء کے وسط میں جب نیویارک میں اقوام متحدہ کی پچاسویں سالگرہ منانے کے لئے تمام دنیا کے رہنما اکٹھے ہوئے تو ان میں فلسطین کی آزادی کے رہنماء یاسر عرفات بھی شامل تھے۔ نیویارک کے میئر نے ان عالمی رہنماؤں کو اپنے عشائیے میں مدعو کیا۔ دعوت میں یاسر عرفات بھی چلے گئے مگر میئر جولیانی نے نیویارک کے انتہائی موثر یہودیوں کے احتجاج پر سفارتی بداخلاقی کا انتہائی شرمناک مظاہرہ کرتے ہوئے یاسر عرفات کو عشائیے سے نکال دیا "نیویارک پوسٹ" نے میئر جولیانی کی اس حرکت پر اداریہ قلم بند کرتے ہوئے لکھا: "جولیانی نے انتہا پسند یہودیوں کا مطالبہ مان کر آئندہ انتخابات میں یہودیوں کے ووٹ محفوظ کرلئے ہیں۔"

یہودیوں نے بعد ازاں پورے عالم اسلام کے خلاف فساد، انارکی، دہشت گرد اور ظلم کا بازار گرم کر دیا، ان میں ایک تنظیم "ارگون زوائے لیومی" بھی ہے۔ اس کے بانی کا نام ارگون تھا جو پولینڈ میں پیدا ہوا اپنے والدین کے ساتھ ہجرت کر کے وہ 1891ء میں امریکہ آگیا۔ نیویارک میں چار سال کا عرصہ بحیثیت ایک سکول ماسٹر گذارنے کے بعد وہ جارجیا میں جابسا۔ 1971ء میں اس نے مذکورہ تنظیم کی بنیادیں رکھیں۔ جارجیا کے آرتھوڈوکس یہودی، جن کی اکثریت جرمنی مہاجر یہودیوں پر مشتمل تھی، اکثریت کے ساتھ اس سے وابستہ ہوگئے۔ امریکہ کی سرزمین سے نکل کر اس تنظیم کے وابستگان نے شرق اوسط کے مسلمانوں کو اپنی دہشت گردیوں کا نشانہ بنایا۔ ارگون بذات خود عراق گیا اور وہاں جعلی مسلمان، اسحاق موصلی، نام کے ساتھ زندگی گزارنے لگا۔ وہ تیرا سال وہاں مقیم رہا اور اس دوران اس کے فدائیوں نے درجنوں اہم اور معصوم مسلمان لیڈروں کو جو اسرائیل کے قیام کے خلاف بروئے کار تھے، قتل کردیا۔ 1943ء میں وہ بے نقاب ہوگیا اور اسی سال وہ مارا گیا۔ ارگون کے اہم ترین چیلوں میں مناہم بیگن بھی شامل تھا جسے بعد ازاں اس کی مسلم دشمنی کے پس منظر میں اسے عالم اسلام کی طرف سے "یہودیوں کا قصاب" کا خطاب دیا گیا۔ واضح رہے کہ مناہم بیگن بعد میں اسرائیل کا وزیراعظم بنا۔ اس کی وزارت عظمی کے دوران فلسطینی مسلمانوں پر ایسے مظالم ڈھائے گئے کہ ہلاکو اور چنگیز خان کے ظلم و

بربریت کی مثالیں ان کے سامنے آ چکی تھیں۔ ... کے دور وزارت عظمیٰ کے دوران اس "صابرہ" اور "شتیلا" کے کیمپوں کی ہولناک مثالیں دنیا کے سامنے پیش کی گئیں۔ عالم عرب نے ان کے تمام مظالم کو پس پشت ڈالتے ہوئے اس امن کا اولین اقدام بھی ۱۹۷۳ء کی جنگ کے دوران' جبکہ اسرائیل پہلی مرتبہ عرب ممالک کے خلاف ایک جارح ملک کی شکل میں سامنے آیا' ارگون کی تنظیم "ارگون زوائے لیومی" کے واشنگٹن کی اکثریت نے مرکزی کردار ادا کیا۔ آج اسرائیل کی دائیں بازو کی تنظیموں (جنہیں عرف عام میں دہشت گرد کہا جاسکتا ہے) کے اکثر سینئر افراد ماضی میں اسی ارگون کی تنظیم کے رکن رہے ہیں۔

اسرائیل کی مخالفت کرنے والوں کو صفحہ ہستی سے مٹا ڈالنے کی شدید خواہش رکھنے والوں میں ربی کا ہانی مائر کا نام سرفہرست ہے کاہانی مائر ایک کٹر یہودی خاندان' جو سونے کے کاروبار سے وابستہ تھا' میں نیویارک میں پیدا ہوا۔ وہ مشرق وسطیٰ کے مسلمانوں سمیت تمام عالم اسلام کا شدید دشمن تصور کیا جاتا تھا۔ اس کا مشہور تھیئہ "اسلام اور مسلمانوں کو دنیا سے ختم کر دیا جائے تو دنیا میں پائیدار امن قائم ہوسکتا ہے"۔ اسی ربی کاہانی کو نیویارک اور امریکہ کے دوسرے تمام بڑے بڑے شہروں میں یہودیوں کے عظیم مذہبی رہنما کا درجہ حاصل تھا۔ اس نے نیویارک کے علاقے "بروکلین" میں "جیوش ڈیفنس لیگ" (جے ڈی ایل) قائم کی۔ شروع شروع میں جے ڈی ایل کے جو مقاصد بیان کئے گئے ہیں' ان میں ایک نمایاں مقصد یہ تھا کہ امریکہ میں آباد یہودیوں کو ... دفاع کی ٹریننگ دی جائے گی۔ رفتہ رفتہ جے ڈی ایل کی چھتری تلے اس کے ارکان نے امریکہ میں آباد مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ انہوں نے یہودی کارخانوں اور تجارتی اداروں سے مسلمان ورکروں کو بھی نوکریوں سے نکال دیا نوبت یہاں تک پہنچی کہ جے ڈی ایل نے امریکہ بھر میں آباد مسلمانوں خصوصاً عرب مسلمانوں کے لئے ایک دہشت اور خوف و ہراس کی شکل اختیار کر لی...... کہا جاتا ہے کہ اندر خانے سے امریکی حکومتوں کی سرپرستی بھی حاصل رہی ہے۔ جب اس کی دہشت گردیاں حد سے تجاوز کر گئیں تو اس کے بانی اور سرپرست اعلیٰ ربی کاہانی مائر کو امریکہ سے نکال دیا گیا۔ جان ہومز اور ٹام برک ایسے غیر جانبدار مغربی محققین کا کہنا ہے کہ امریکی حکومت نے جے ڈی ایل کے وہ کیمپ نیویارک میں ڈھونڈ نکالے تھے جہاں نوجوانوں یہودیوں کو دہشت گردی اور قتل و غارت گری کی تربیت دی جاتی تھی مگر اس خبر کو دانستہ ہوا تک نہ لگنے دی گئی۔

ربی کاہانی مائر امریکہ بدر ہونے کے بعد سیدھا اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب پہنچ گیا
اس نے 1970ء میں ایک سیاسی جماعت "کوچ" کی بنیاد رکھی جس کا اولین مقصد یہ تھا
اسرائیل میں جہاں بھی بچے کچے فلسطینی رہ گئے ہیں' انہیں قوت کے زور پر اسرائیل
نکال دیا جائے۔ کاہانی مائر ایک شعلہ فشاں مقرر بھی تھا۔ اس نے اپنی زہر فشاں تقریروں کی
بدولت اسرائیلی انتہا پسند نوجوانوں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف ایک آگ سی لگا دی
چنانچہ اسرائیل کے اندر اس کے آمیوں نے فلسطینی گھرانوں غزہ کی پٹی پر آباد غریب
مسلمانوں اور مشرق وسطی کے اندر دہشت گردیاں شروع کر دیں۔ اس کی غیر قانونی
سرگرمیوں کے پیش نظر اسے ایک سو بارہ مرتبہ جیل میں ڈالا گیا مگر وہ اپنی بدفطرت سے باز نہ
آیا۔ 1980ء میں کاہانی مائر اسرائیل پارلیمنٹ کے خلاف بدزبانیاں دیدنی تھیں جن میں روز بروز
اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ایک ٹرم گذارنے کے بعد اسرائیلی پارلیمنٹ نے ایک ایسا قانون واضع کیا
جس کی بدولت کاہانی اور اس کی سیاسی جماعت "کاچ" کو غیر قانونی قرار دیا گیا۔ اس قانون کے
پاس ہونے کے بعد کاہانی تل ابیب سے نکل کر ایک بار پھر امریکہ میں اپنے پرانے اڈے
نیویارک کے علاقے "بروکلین" میں آگیا اور اپنی دہشت گردی کی کاروائیاں یہاں سے شروع
کر دیں۔ 1990ء میں نیویارک میں مصر کے ایک جوانون نے' جو نیویارک میں کاروں کی ایک
اور ورکشاپ میں کام کرتا تھا' ربی کاہانی مائر کو قتل کر دیا۔
مصر کے ایک غیور نوجوان کے ہاتھوں ربی کاہانی مائر کو قتل ہو گیا مگر اس کے قتل کے بعد اس
کی دہشت گرد جماعت کی باگ دوڑ اس کے بڑے بیٹے بینامین مائر کے ہاتھوں میں آگئی جو باپ
سے بھی دو ہاتھ آگے ہے۔ بنیامین آج بھی نیویارک میں رہتا ہے۔ اس نے ایک دہشت گرد
جماعت کی بنیاد رکھی جسے "کاہانی چائی" کا نام دیا گیا۔ باپ کے ان گنت مریدین اس کے اردگرد
اکٹھے ہو گئے اور اس کی طاقت کا باعث بنے جو لوگ ربی کاہانی مائر اور بعد ازاں بنیامین مائر کے
گرد اکٹھے ہو کر ان سے مسلمانوں کے خلاف نفرت' دشمنی اور دہشت گردی کا درس لیتے
تھے' ان میں ایک نوجوان باورچ گولڈ اسٹائن بھی تھا وہ بروکلین (نیویارک) کے ایک مہنگے
علاقے میں اپنے آرتھوڈوکس یہودی والدین کے ہاں رہائش پذیر تھا۔ اس نے نیویارک کے
ممتاز اور مہنگے کالج (جو یہودیوں کی ملکیت ہے) کوہین کالج سے میڈیکل کی تعلیم حاصل کی
تھی۔ ڈاکٹر بننے کے بعد وہ نیویارک سے تل ابیب منتقل ہو گیا اور اپنے لیڈر کاہانی کے کہنے کے

Scanned with CamScanner

مطابق فلسطینی مسلمانوں کے خلاف اپنے دل میں نفرت پالتا رہا۔ 1994ء کے وسط میں مسلمانوں کے خلاف یہ نفرت ابل پڑی اور یہ سنگدل اور دہشت گرد یہودی مسجد الخلیل (ہبرون) میں نماز ادا کرتے ہوئے مسلمانوں پر حملہ آور ہوا۔ اس نے ایک جدید ترین بندوق سے اللہ کے حضور سر بسجدہ مسلمانوں پر گولیوں کا مینہ برسا دیا۔ اس حملے میں گولڈ اسٹائن نے 29 مسلمانوں کو شہید اور 125 کو شدید زخمی کر دیا بعد ازاں اس نے خودکشی کر لی حیرت اور افسوس کی بات یہ ہے کہ امریکہ کے کسی اخبار اور الیکٹرانک میڈیا کے کسی شعبے نے قاتل گولڈ اسٹائن کو دہشت گرد کے طور پر یاد نہ کیا بلکہ اسے "انتہا پسند" کے ایک نرم اصطلاح سے پکارا گیا اس سانحہ کے بعد ربی کاہانی مائر کے دہشت گرد بیٹے بنیامین مائر کو گھر میں نظر بند کر دیا گیا تاکہ نیویارک میں مقیم مسلمانوں خصوصاً" عرب مسلمانوں کے کسی بھی متوقع حملے سے اسے محفوظ رکھا جاسکے۔

"انکل سام" کے دیس میں پیدا ہونے والی دہشت گرد یہودی تنظیموں میں ایک تنظیم "ایل ایچ آئی" بھی ہے جس نے بعد میں بڑی مضبوطی سے اپنے پنجے برطانیہ اور اسرائیل میں بھی گاڑ لئے۔ "ایل ایچ آئی" کا پورا نام "لوہامی ہیروت ازرائیل" ہے یہ عبرانی زبان کے الفاظ کا مجموعہ ہے جس کا مطلب ہے: "اسرائیل کے غیور بیٹے جو طاقت کا استعمال جانتے ہیں"۔ اس کے بانی کا نام ابراہام سٹرن تھا۔ سٹرن کی نسبت اس عظیم کو "سٹرن جیوش گینگ" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ اس تنظیم کو "ارگون" کے ارکان کی طرح اسرائیل کی فوج میں مقبولیت مل سکی مگر اس کے باوجود اس نے 1948ء کی جنگ میں عربوں کے خلاف بھرپور انداز مین حصہ لیا۔ اس کے بانی کا قول ہے۔ "اپنی اقدار کو تھوڑا رکھو مگر طاقت میں کمی نہ چھوڑو"۔

محققین کا خیال ہے کہ "ایل ایچ آئی" اپنی تشکیل کے لمحوں سے آج تک ہمیشہ تین سو انتہا پسند ارکان سے زیادہ افراد پر مشتمل نہیں رہی اور یہ عمل اس کی ہائی کمان نے دانستہ اختیار کیا۔ ایل ایچ آئی کے منشور اور ملحہ روشی ہیں" یہی وجہ ہے کہ اس کے افراد نے مسلمانوں سمیت روسیوں کو بھی، جو غیر ممالک میں مقیم تھے، اپنی ہٹ لسٹ میں رکھا۔

ساری دنیا جانتی ہے کہ اسرائیل کی خفیہ ایجنسی "موساد" نے عالم عرب میں کیسے کیسے ہلاکت خیز فسادات کا پیش خیمہ ثابت ہوئی، "موساد" نے فلسطین کو اسرائیل کے پنجہ استبداد سے نجات دلانے والے فلسطینی مجاہدین کو شہید کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ امریکہ میں بھی "موساد" کی ایک دہشت گرد شاخ قائم کی گئی تھی۔ اسے "ایم ای" کا نام دیا گیا۔ اس کا پہلا سربراہ جنرل اہارون یا فیت تھا۔ مشرق وسطی سے دور بیٹھ کر جنرل اہارون نے ان گنت فلسطینی رہنماؤں کو قتل کرنے کے کامیاب منصوبے پروان چڑھائے۔ 1973ء میں "ایم ای" سے ایک ایسی غلطی سرزد ہوگئی جس کی وجہ سے اس کا گھناؤنا چہرہ یورپ اور امریکہ کے عوام کے سامنے بے نقاب ہوگیا۔ ہوا یوں کہ جنرل اہارون ناروے میں ایک ہوٹل کے ممالک کو قتل کرانے کے لیے اپنے ایجنٹوں کو امریکہ سے ناروے بھجوایا۔ ہوٹل کے مالک کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا کہ وہ مراکشی مسلمانوں ہے اور فلسطینی مسلمانوں کی تحریک آزادی کا زبردست حمایتی اور مویدہے۔ "ایم ای" کے ایجنٹوں نے مذکورہ ہوٹل میں فائرنگ کردی تو مالک کی بجائے ہوٹل میں کام کرنے والا ایک مراکشی بیرہ مسلمان ہلاک ہوگیا۔ اس دوران ناروے پولیس کا ایک سکواڈ ہوٹل کے سامنے سے گذر رہا تھا۔ فائرنگ کی آواز سن کر وہ اندر آگئے اور گولیاں چلانے والے چھ افراد کو رنگے ہاتھوں دھرلیا۔ گرفتاری کے بعد تفتیش کے دوران انکشاف ہوا کہ فائرنگ کرنے والے تمام افراد "ایم ای" کے افراد ہیں اور یہ کہ انہیں جنرل اہارون یا فیت کے حکم پر دہاں بھیجا گیا تھا۔ اس اصطلاح پر جنرل موصوف فورا" نیویارک سے تل ابیب چلا گیا اور امریکہ اور ناروے کی تمام کوششوں کے باوجود اسرائیلی حکومت نے اسے واپس نہ کیا۔ اس انکشاف کے فورا" بعد 1973ء ہی میں "ایم ای" کو بند کر دیا گیا...... مگر سولہ برس بعد 1989ء میں اسے دوبارہ بروئے کار لایا گیا...... اس بار اس کا ہیڈ کوارٹر امریکہ کی ریاست فلوریڈا میں قائم کیا گیا۔ گذشتہ سال جب "واشنگٹن ڈیکلریشن" پر یاسر عرفات اور اسرائیلی وزیراعظم رابن اسحاق (اب آنجہانی) نے دستخط کئے (جس کے عوض عرفات کو فلسطین کا ایک ٹکڑا دے دیا گیا مگر انتہا یہودی اس پر بھی شدید ناراض تھے) تو واشنگٹن میں "ایم ای" کے تین کارکنوں نے بم دھماکہ کر کے اس معاہدے کے خلاف اپنی ناراضگی کا اظہار کیا یہ تینوں ملزاب بھی زیر تفتیش ہیں اور جینیا کی جیل میں اپنے فیصلے کے منتظر ہیں۔ اکتوبر 95ء میں ماہنامہ "اٹلانٹا جرنل" نے اس دھماکہ کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ امریکہ ماضی میں اسرائیلی

بیٹوں کی جن ہلاکت خیز شرارتوں پر پردہ ڈالنے کی سعی کرتا رہا ہے' اب وہی شرارتیں امریکی عوام کو بھگتنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا چاہئے۔

4 نومبر 1995ء اسرائیلی وزیراعظم رابن کو تل ابیب میں' جبکہ وہ ایک جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے' گولی مار کر قتل کر دیا گیا۔ قاتل کا نام' جس نے قتل کے فوراً" بعد اعتراف جرم کر لیا' یگال امیر بتایا گیا ہے۔ اس کی عمر 27 سال اور مقتول وزیراعظم کی عمر 73ء برس تھی۔ رابن خود بھی فلسطینی مسلمانوں کا زبردست دشمن رہا ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ سے پچاس ہزار فلسطینی مسلمانوں کو ملک بدر کیا۔ 1967ء کی عرب اسرائیلی جنگ کے دوران اس نے ایک نعرہ لگایا جسے مسلمان دشمن قوتوں اور دہشت گرد یہودیوں میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ رابن کا نعرہ تھا۔ "فلسطینی مسلمانوں اور عباس عربوں کی ٹانگیں توڑ دو"۔ یہ ظالم اور جفا جو اور غاصب انسان 4 نومبر کو اپنے ہی ایک ہم وطن اور ہم مذہب کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر گیا۔

اسرائیل کے ساتھ ساتھ امریکہ میں بروئے کار دہشت گرد یہودی تنظیموں نے اس قتل پر خوشیاں منائی ہیں۔ مسرت کے شادیانے بجانے والے انتہا پسند اور دہشت پسند یہودی تنظیموں سے وابستہ افراد کا کہنا ہے کہ رابن نے "واشنگٹن کارڈ" کے تحت یاسر عرفات کو فلسطین کا کچھ حصہ (جو فی الحقیقت نہ ہونے کے برابر ہے) دینے پر کیوں رضامندی کا اظہار کیا اور یہ کہ مذکورہ معاہدے کے تحت رابن نے مقبوضہ غزہ کی پٹی پر آباد یہودیوں کو اسرائیل کے اندر آباد ہونے کا حکم کیوں جاری کیا۔ امریکہ میں "جیوش ڈیفنس لیگ" اور "کاہانی چائی" اور اسرائیل میں "لیکوڈ پارٹی" نے رابن کے قتل پر خوشی کا اظہار کیا۔ ان لوگوں نے قاتل یگال امیر کو اپنا ہیرو قرار دیا ہے۔ اسے عدالت میں مقدمے سے رہا کرنے کے لئے نیویارک میں ایک ایسی ہاٹ لائن کا اجراء عمل میں لایا گیا ہے جس کے ذریعے دہشت گرد یہودیوں اور تنظیموں سے کہا گیا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ فنڈ جمع کروائیں تاکہ اپنے ہیرو اور اسرائیل کے محسن (یگال امیر کو رہا کروایا جاسکے۔ 10 نومبر 95ء کو "نیویارک ٹائمز" نے اس فنڈ اور اس ہاٹ لائن کے بارے میں ایک طویل رپورٹ شائع کی۔ اس رپورٹ کو "فون لائن" ان نیویارک سٹی ریزز فنڈ فار رابن الیسین "نیویارک شہر میں رابن کے قاتل کے لئے فنڈ اکٹھا کرنے کے لئے فون لائن" کا عنوان دیا گیا ہے۔ رپورٹر کا نام جو سیکسٹن لکھا گیا ہے۔

جو سیکسٹن نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے: نیویارک سٹی میں اسرائیل کے مقتول وزیراعظم

رابن کے قاتل یگال امیر کو بچانے کے لئے ایک فنڈز ریزنگ مہم شروع کی گئی ہے۔ اس کام کے لئے ہاٹ لائن قائم کر دی گئی ہے۔ اس مہم کا انچارج نیویارک کا ایک انتہا پسند نوجوان یہودی موشے گراش ہے جو قاتل یگال امیر کو ہیرو قرار دیتا ہے۔" مذکورہ رپورٹر کہتا ہے کہ جب میں موشے گراس سے ملا اور اس کی فنڈ ریزنگ مہم کے بارے میں اس سے استفسار کیا تو اس نے کہا کہ اس وقت جب کہ اسرائیل کے اندر اور باہر رابن کے چاہنے والے اس کی موت پر غمگسار اور افسردہ ہیں' میں یہودیوں کے ہیرو یگال امیر کے لئے فنڈ جمع کر کے امریکہ اور ساری دنیا کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ رابن کی موت پر یہودیوں کا ایک کثیر حصہ بہت خوش بھی ہے۔ موشے گراس بروکلین میں بروئے کار امریکی دہشت گرد تنظیم کا رکن بھی بتایا گیا ہے جو فلسطین کے قیام کے شدید مخالف اور "عظیم تر اسرائیل" کے حامی ہیں۔ جو سیکسٹن مزید لکھتا ہے۔ "ہماری ھاٹ لائن پر ہمارے ہم مسلک یہودیوں کی ساٹھ سے ستر کالیں فی گھنٹہ موصول ہو رہی ہیں۔ بیس کے قریب نوجوان یہودی اس ہاٹ لائن پر بلامعاوضہ کام کر رہے ہیں۔ بانٹھے ہونے والے سرمائے سے یگال امیر کا مقدمہ بھی لڑیں گے اور رقم کا کچھ حصہ امیر کے خاندان کو بھی دیں گے"۔

مذکورہ بال رپورٹ میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ رواں سال کے دوران امریکی صدر بل کلنٹن نے ایک ایگزیکیٹو آرڈر جاری کیا جس کے تحت امریکہ میں مقیم تمام یہودی' اسلامی اور عیسائی تنظیموں کی طرف سے اسرائیل' مشرق وسطی اور دوسرے ممالک میں بروئے کار انتہا پسند تنظیموں کو فنڈ بھیجنا ممنوع قرار دیدیا گیا۔ یہ قانون جن معروف اداروں اور تنظیموں پر لاگو ہوا ہے' ان میں امریکی یہودی دہشت گرد اور انتہا پسند تنظموں میں "کاچ" اور "کاہانی چائی" اور "عیال" (   ) سرفہرست ہیں۔ اسرائیلی وزیراعظم رابن کو جس نوجوان یگال امیرنے' جو تل ابیب میں شعبہ قانون کا طالب علم بیان کیا گیا ہے' قتل کیا ہے رپورٹر سیکسٹن کا کہنا ہے کہ اسرائیل میں اور غزہ کی پٹی پر آباد فلسطینیوں کی شدید مخالفت کرنے اور انہیں گھر چھوڑنے پر مجبور کرنے اور اکثر اوقات اسلحہ کے روز پر فلسطینی مسلمانوں میں ہراس پھیلانے والوں کی مالی امداد امریکہ میں بروئے کار مذکورہ بالا دہشت گرد یہودی تنظیمیں کرتی رہی ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ بل کلنٹن کے نئے حکم کے تحت اس مالی امداد پر زک پہنچے گی۔

مسٹر بنجمن اسرائیل میں انتہا پسد یہودی تنظیم "لیکوڈ پارٹی" کے چیئرمین اور اسرائیلی پارلیمنٹ میں حزب اختلاف کے رہنما ہیں وزیراعظم بن کر سامنے آئیں گے۔

بشکریہ نوائے وقت

ہدایت

ہدایت کے معنی رہنمائی کرنے، راہ دکھانے، راہ پر لگا دینے کے ہیں۔

یہاں ہم چاہتے ہیں، ہدایت کے مختلف مراتب و اقسام پر نظر ڈالیں جن کا قرآن حکیم نے ذکر کیا ہے، اور جن میں سے ایک خاص مرتبہ، وحی و نبوت کی ہدایت کا ہے۔

تکوین وجود کے مراتب اربعہ :۔ تم ابھی پڑھ چکے ہو کہ خدا کی ربوبیت نے جس طرح مخلوقات کو ان کے مناسب حال جسم و قویٰ دیئے ہیں، اسی طرح ان کی ہدایت کا فطری سامان بھی مہیا کر دیا ہے۔ فطرت کی یہی ہدایت ہے جو ہر وجود کو زندگی و معیشت کی راہ پر لگاتی اور ضرورت زندگی کی جستجو میں راہنما ہوتی ہے۔ اگر فطرت کی یہ ہدایت موجود نہ ہوتی، تو ممکن نہ تھا کہ کوئی مخلوق بھی زندگی و بقا کو سامان بہم پہنچا سکتی۔ چنانچہ قرآن نے جابجا اس حقیقت پر توجہ دلائی ہے، وہ کہتا ہے، ہر وجود کے بننے اور درجہ تکمیل تک پہنچنے کے مختلف مراتب ہیں، اور ان میں آخری مرتبہ ہدایت کا مرتبہ ہے۔ سورۂ اعلیٰ میں بالترتیب چار مرتبوں کا ذکر کیاہے۔

الذی خلق فسویٰ○ والذی قدر فهدی

ترجمہ:۔ وہ پروردگار نے ہر چیز پیدا کی، پھر اسے درست کیا، پھر ایک اندازہ ٹھہرا دیا، پھر اس پر راہ (عمل) کھول دی۔

یعنی تکون وجود کے چار مرتبے ہوئے، تخلیق، تسویہ، تقدیر، ہدایت

تخلیق کے معنی پیدا کرنے کے ہیں۔ یہ بات کہ کائنات خلقت اور اس کے ہر وجود کا مواد عدم سے وجود میں آگیا، تخلیق ہے۔

تسویہ کے معنی یہ ہیں کہ ایک چیز کو جس طرح ہونا چاہئے، ٹھیک ٹھیک اسی طرح درست اور اور آراستہ کردینا۔ تقدیر کے معنی اندازہ ٹھہرا دینے کے ہیں، اور اس کی تشریح اوپر گزر چکی ہے۔

ہدایت سے مقصود یہ ہے کہ ہر وجود پر اس کی زندگی و معیشت کی راہ کھول دی جائے، اور

Scanned with CamScanner

اس کی تشریح بھی ربوبیت کے بحث میں گزر چکی ہے۔
"مثلاً" مخلوقات میں ایک خاص قسم پرند کی ہے۔
(1) یہ بات کہ ان کا مادہ خلقت ظہور میں آگیا' تخلیق ہے۔
(2) یہ بات کہ ان کے تمام ظاہری و باطنی قویٰ اس طرح بنا دیئے گئے کہ ٹھیک ٹھیک قوام
اعتدال کی حالت پیدا ہو گئی۔ تسویہ ہے۔
(3) یہ بات کہ ان کے ظاہری و باطنی قویٰ کے اعمال کے لئے ایک خاص طرح کا اندازہ ٹھہرا
دیا گیا ہے جس سے وہ باہر نہیں جاسکتے' تقدیر ہے۔ مثلاً" یہ کہ ہوا میں اڑیں گے مچھلیوں کی
طرح پانی میں تیریں گے نہیں۔
(4) یہ بات کہ ان سے اندر وجدان و حواس کی روشنی پیدا ہو گئی جو انہیں زندگی کی راہیں
دکھاتی' اور سامان حیات سے طلب و حصول میں رہنمائی کرتی' ہدایت ہے۔
قرآن کہتا ہے' خدا کی ربوبیت کا مقتضا یہی تھا کہ جس طرح اس نے ہر وجود کو اس کا جامہ
ہستی عطا فرمایا' اور اس کے ظاہری و باطنی قویٰ درست کر دیئے' اور اس کے اعمال کے لئے
ایک مناسب حلال اندازہ ٹھہرا دیا' اسی طرح اس کی ہدایت کا بھی سرو سامان کر دیتا۔
ربنا الذی اعطی کل شیء خلقه ثم هدیٰ (50:20)
ترجمہ :۔ ہمارا پروگرام وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی بناوٹ دی' پھر اس پر راہ عمل کھول
دی۔
قرآن نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی قوم کا جو مکالمہ جابجا نقل کیا ہے' اس میں
حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اپنے عقیدہ کا اعلان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔
واذ قال ابراہیم لابیه و قومه اننی براء مما تعبدون○ الا الذی فطرنی
فانه سیهدین○ (43:26-27)
ترجمہ :۔ اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور قوم سے کہا تھا تم جن (دیوتاؤں) کی پرستش
کرتے ہو' مجھے ان سے کوئی سروکار نہیں۔ میرا اگر رشتہ ہے تو اس ذات سے جس نے مجھے
پیدا کیا' اور وہ میری رہنمائی کرے گی۔
الذی فطرنی فانه سیهدین
یعنی جس خالق نے مجھے جسم و وجود عطا فرمایا' ضروری ہے کہ اس نے میری ہدایت کا بھی

سامان کر دیا ہو۔ ۔ر شعراء میں یہی بات زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔

الذی خلقنی فھو یھدین○ الذی ھو یطعمنی ویسقین○ واذا مرضت فھو یشفین (26:80)

جس نے مجھے پیدا کیا، وہی میری ہدایت کرے گا، اور پھر وہی ہے جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب بیمار ہو جاتا ہوں تو شفا بخشتا ہے۔

یعنی جس پروردگار کی پروردگاری نے میری تمام ضروریات زندگی کا سامان دیا ہے، جو مجھے بھوک میں غذا، پیاس کے لئے پانی اور بیماری میں شفا عطا فرماتا ہے، کیونکر ممکن ہے کہ اس نے مجھے پیدا تو کر دیا، لیکن ہدایت کا سامان نہ کیا ہو، اگر اس نے مجھے پیدا کیا ہو، تو یقیناً وہی ہے جو طلب و سعی میں میری رہنمائی کرے سورۂ صافات میں یہی مطلب ان لفظوں میں ادا کیا گیا ہے۔

انی ذاہب الی ربی سیھدین○ (37:99)

میں (ہر طرف سے کٹ کر) اپنے پروردگار کا رخ کرتا ہوں۔ وہ میری ہدایت کرے گا۔

"ربی" کے لفظ پر غور کرو، وہ میرا "رب" ہے، اور جب وہ "رب" ہے تو ضروری ہے کہ وہی مجھ پر راہ عمل بھی کھول دے۔

ہدایت کے ابتدائی تین مرتبے :۔ پھر ہدایت کے بھی مختلف مراتب ہیں جو ہم حیوانات میں محسوس کرتے ہیں۔

سب سے پہلے مرتبہ وجدان کی ہدایت کا ہے۔ وجدان طبیعت حیوانی کا فطری اور اندرونی الہام ہے۔ ہم دیکھتے ہی کہ ایک بچہ پیدا ہوتے ہی غذا کے لئے رونے لگتا ہے، اور پھر بغیر اس کے کہ خارج کی کوئی رہنمائی اسے ملی ہو، ماں کی چھاتی منہ میں لیتے ہی اسے چوستا اور اپنی غذا حاصل کر لیتا ہے۔

وجدان کے بعد حواس کی ہدایت کا مرتبہ ہے، اور وہ اس سے بلند تر ہے۔ یہ ہمیں دیکھنے، سننے، چکھنے، چھونے، اور سونگھنے کی قوتیں بخشتی ہے، اور انہی کے ذریعہ ہم خارج کا علم حاصل کرتے ہیں۔

ہدایت فطرت نے یہ دونوں مرتبے انسان اور حیوان، سب کے لئے، لیکن جہاں تک انسان کا تعلق ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ ایک تیسرا مرتبہ ہدایت بھی موجود ہے، اور وہ عقل کی ہدایت

ہے۔ فطرت کی یہی ہدایت ہے جس نے انسان کے آگے غیر محدود ترقیات کا دروازہ کھول دیا ہے، اور اسے کائنات ارضی کی تمام مخلوقات کا حاصل و خلاصہ بنا دیا ہے۔

وجدان کی ہدایت اس میں سعی و طلب کی ولولہ پیدا کرتی ہے حواس اس کے لیے معلومات بہم پہنچاتے ہیں اور عقل، نتائج و احکام مرتب کرتی ہے۔ حیوانات کو اس آخری مرتبہ کی ضرورت نہ تھی، اس لیے ان کا قدم وجدان اور حواس سے آگے نہیں بڑھا، لیکن انسان میں یہ تینوں مرتبے جمع ہوگئے۔

جوہر عقل کیا ہے؟ دراصل اسی قوت کی ایک ترقی یافتہ حالت ہے جس نے حیوانات میں وجدان اور حواس کی روشنی پیدا کر دی ہے۔ جس طرح انسان کا جسم، اجسام ارضی کی سب سے اعلیٰ کڑی ہے، اسی طرح اس کی معنوی قوت بھی تمام معنوی قوتوں کا برترین جوہر ہے۔ روح حیوانی کا وہ جوہر ادراک، جو نباتات میں مخفی، اور حیوانات کے وجدان و مشاعر میں نمایاں تھا، انسان کے مرتبے میں پہنچ کر درجہ کمال تک پہنچ گیا اور جوہر عقل کے نام سے پکارا گیا۔

ہر مرتبہ ہدایت ایک خاص حد سے آگے کام نہیں کر سکتا

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ہدایت فطرت کے ان تینوں مرتبوں میں سے ہر مرتبہ اپنی قوت و عمل کا ایک خاص دائرہ رکھتا ہے۔ اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اور اگر اس مرتبہ سے ایک دوسرا بلند مرتبہ موجود نہ ہوتا، تو ہماری معنوی قوتیں اس حد تک ترقی نہ کر سکتیں، جس حد تک فطرت کی رہنمائی سے ترقی کر رہی ہیں۔

وجدان کی ہدایت ہم میں طلب و سعی کا جوش پیدا کرتی ہے اور مطلوبات زندگی کی راہ پر لگاتی ہے۔ لیکن ہمارے وجود سے باہر جو کچھ موجود ہے، اس کی ادراک حاصل نہیں کر سکتی۔ یہ کام مرتبہ حواس کی ہدایت کا ہے۔ وجدان کی رہنمائی جب درماندہ ہو جاتی ہے تو حواس کی دستگیری نمایاں ہوتی ہے۔ آنکھ دیکھتی ہے۔ کان سنتا ہے۔ زبان چکھتی ہے۔ ہاتھ چھوتا ہے، ناک سونگھتی ہے، اور اس طرح ہم اپنے وجود سے باہر کی تمام محسوس اشیا کا ادراک حاصل کر لیتے ہیں۔

لیکن حواس کی ہدایت بھی ایک خاص حد تک ہی کام دے سکتی ہے۔ اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی آنکھ دیکھتی ہے مگر صرف اسی حالت میں جبکہ دیکھنے کی تمام شرطیں موجود ہوں۔ اگر کوئی ایک شرط بھی نہ پائی جائے۔ مثلاً روشنی نہ ہو، یا فاصلہ زیادہ ہو، تو ہم آنکھ رکھتے ہوئے بھی

ایک موجود چیز کو براہ راست نہیں دیکھ سکتے۔ علاوہ بریں حواس کی ہدایت صرف اتنا ہی کر سکتی ہے کہ اشیاء کا احساس پیدا کر دے، لیکن مجرد احساس کافی نہیں ہے۔ ہمیں استنباط و استنتاج کی ضرورت ہے، احکام کی ضرورت ہے، کلیات کی ضرورت ہے، اور یہ کام عقل کی ہدایت کی ہے۔ وہ ان تمام مدرکات کو جو حواس کے ذریعہ حاصل ہوتی ہیں، ترتیب دیتی ہے، اور ان سے احکام و کلیات کی استنباط کرتی ہے۔

ہر مرتبہ ہدایت اپنی تصحیح و نگرانی میں بالاتر مرتبہ ہدایت کا محتاج ہے علاوہ بریں جس طرح وجدان کی نگرانی کے لیے حواس و مشاعر کی ضرورت تھی، اسی طرح حواس کی تصحیح و نگرانی کے لیے عقل کی ضرورت ہوئی۔ حواس کا ذریعہ ادراک نہ صرف محدود ہی ہے بلکہ بسا اوقات غلطی و گمراہی سے بھی محفوظ نہیں۔ ہم دور سے ایک چیز دیکھتے ہیں، اور محسوس کرتے ہیں کہ ایک سیاہ نقطے سے زیادہ حجم نہیں رکھتی۔ حالانکہ وہ ایک عظیم الشان گنبد ہوتا ہے۔ ہم بیماری کی حالت میں شہد جیسی میٹھی چیز چکھتے ہیں، لیکن ہمارا حاسہ ذوق یقین دلاتا ہے کہ مزہ کڑوہ ہے۔ ہم تالاب میں ایک لکڑی کا عکس دیکھتے ہیں۔ لکڑی مستقیم ہوتی ہے لیکن عکس میں ٹیڑھی دکھائی دیتی ہے۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ کسی عارضے کی وجہ سے کان بجنے لگتے ہیں، اور ہمیں ایسی صدائیں سنائی دیتی ہیں جن کا خارج میں کوئی وجود نہیں۔ اگر مرتبہ حواس سے ایک بلند تر مرتبہ ہدایت وجود نہ ہوتا تو ممکن نہیں تھا کہ ہم حواس کی ان درماندگیوں میں ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ وہ ہمیں بتلاتی ہے کہ سورج ایک عظیم الشان کرہ ہے۔ اگرچہ ہماری آنکھ اسے ایک سنہری تھال سے زیادہ محسوس نہیں کرتی، وہ ہمیں بتلاتی ہے کہ شہد کا مزہ ہر حال میں میٹھا ہے اور اگر ہمیں کڑوا محسوس ہوا ہے، تو یہ اس لیے ہی کہ ہمارے منہ کا مزہ بگڑ گیا ہے۔ اسی طرح وہ ہمیں بتلاتی ہے کہ بعض اوقات خشکی بڑھ جانے سے کان بجنے لگتے ہیں، اور اس حالت میں جو صدائیں سنائی دیتی ہیں، وہ خارج کی صدائیں نہیں ہوتیں۔ خود ہمارے ہی دماغ کی گونج ہوتی ہے۔

ہدایت فطرت کا چوتھا مرتبہ لیکن جس طرح وجدان کے بعد حواس کی ہدایت نمودار ہوئی، کیونکہ حواس کی ہدایت بھی ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی تھی، ٹھیک اسی طرح ہم محسوس کرتے ہیں کہ عقل کی ہدایت کے بعد بھی ہدایت کا کوئی مزید مرتبہ ہونا چاہیے، کیونکہ عقل کی ہدایت بھی ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی، اور اس کے دائرہ

عمل کے بعد بھی ایک دائرہ باقی رہ جاتا عقل کی کارفرمائی جیسی کچھ اور جتنی کچھ بھی ہے محسوسات کے دائرہ میں محدود ہے۔ یعنی وہ صرف اسی حد تک کام دے سکتی ہے جس حد تک ہمارے حواس خمسہ معلومات بہم پہنچاتے رہتے ہیں۔ لیکن محسوسات کی سرحد سے آگے کیا ہے؟اس پردے کے پیچھے کیا ہے جس سے آگے ہماری چشم حواس نہیں بڑھ سکتی؟ یہاں پہنچ کر عقل یک قلم درماندہ ہو جاتی ہے۔ اس کی ہدایت ہمیں کوئی روشنی نہیں دے سکتی

علاوہ بریں جہاں تک انسان کی مکمل زندگی کا تعلق ہے، عقل کی ہدایت نہ تو ہر حال میں کافی ہے۔نہ ہر حال میں موثر نفس انسانی طرح کی خواہشوں اور جذبوں سے کچھ اس طرح مقہود واقع ہوا ہے کہ جب کبھی عقل اور جذبات میں کشمکش ہوتی ہے تو اکثر حالتوں میں فتح جذبات ہی کے لیے ہوتی ہے۔ بسا اوقات عقل ہمیں یقین دلاتی ہے کہ فلاں فعل مضر اور مہلک ہے۔ لیکن جذبات ہمیں ترغیب دیتے ہیں اور ہم اس کے ارتکاب سے اپنے آپ کو نہیں روک سکتے۔ عقل کی بڑی سے بڑی دلیل بھی ہمیں ایسا نہیں بنا دے سکتی کہ غصے کی حالت میں بے قابو نہ ہو جائیں اور بھوک کی حالت میں مضر غذا کی طرف ہاتھ نہ بڑھائیں۔

اچھا اگر خدا کی ربوبیت کے لیے ضروری تھا کہ وہ ہمیں وجدان کے ساتھ حواس بھی دے کیونکہ وجدان کی ہدایت ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور اگر ضروری تھا کہ حواس کے ساتھ عقل بھی دے کیونکہ حواس کی ہدایت بھی ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی تو کیا یہ ضروری نہ تھا کہ عقل کے ساتھ کچھ اور بھی دے کیونکہ عقل کی ہدایت بھی ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور اعمال کی درستگی و انضباط کے لیے کافی نہیں؟ اگر اس نے وجدان کے ساتھ حواس بھی دیئے تاکہ وجدان کی عرشوں میں نگرانی کریں اور اگر حواس کے ساتھ عقل بھی دی تاکہ حواس کی غلطیوں میں قاضی و حاکم ہو تو کیا ضروری نہ تھا کہ عقل کے ساتھ کچھ اور بھی دیتا تاکہ عقل کی درماندگیوں میں راہنما اور فیصلہ کن ہوتا؟

قرآن کہتا ہے کہ ضروری تھا اور اسی لئے اللہ کی ربوبیت نے انسان کے لئے ایک چوتھے مرتبہ ہدایت کا بھی سامان کر دیا یہی مرتبہ ہدایت ہے جسے وہ وحی نبوت کی ہدایت سے تعبیر کرتا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں اس نے جا بجا ان مراتب ہدایت کا ذکر کیا ہے اور انہیں ربوبیت الٰہی کی سب سے بڑی بخشش و مرحمت قرار دیا ہے:

انا خلقنا الانسان من نطفته امشاج" نبتلیه فجعلنه سمیعاً بصیراً
انا ھدینه السبیل اما شاکراً واما کفوراً (2:76)
ہم نے انسانوں کو ملے جلے نطفہ سے پیدا کیا جسے ایک کے بعد ایک مختلف حالتوں میں پلٹتے ہیں پھر اسے ایسا بنا دیا کہ سننے والا اور دیکھتے والا وجود ہو گیا ہم نے اس پر راہ عمل کھول دی اب یہ اس کا نام ہو کہ یا تو شکر کرنے والا ہو یا ناشکرا (یعنی یا خدا کی دی ہوئی قوتیں ٹھیک ٹھیک کام میں لارے اور فلاح و سعادت کی راہ اختیار کرے یا ان سے کام نہ لے اور گمراہ ہو جائے)

الم نجعل له عینبن ولساناً و شفتین وھدینه النجدین (6:90)
کیا ہم نے اسے ایک چھوڑ دو دو آنکھیں نہیں دے دی ہیں (جن سے وہ دیکھتا ہی اور زبان اور ہونٹ نہیں دیئے ہیں (جو گویائی کا ذریعہ ہیں) اور کیا اس نے سعادت وشقاوت کی) دونوں راہیں نہیں دکھادیں)

وجعل لکم السمع والابصار ولافدۃ لعلکم تشکرون (80:16)
اور اللہ نے تمہارے لئے سننے اور دیکھنے کے حواس پیدا کر دیئے اور سوچنے کے لئے دل (یعنی عقل) تاکہ تم شکر گزار ہوں (یعنی خدا کی دی ہوئی قوتیں ٹھیک طریقہ پر کام میں لاؤ)

ان آیات اور ان کی ہم معنی آیات میں حواس و مشاعر اور عقل وفکر کی ہدایت کی طرف اشارات کئے گئے ہیں۔ لیکن وہ تمام مقامات جہاں انسان کی روحانی سعادت و شقاوت کا ذکر کیا گیا ہے وحی ونبوت کی ہدایت سے متعلق ہیں۔ مثلاً"

ان علینا للھدیٰ وانا لنا لاخرۃ ولا ولی (13:92) بلا بلاشبہ یہ ہمارا کام ہو کہ ہم رہنمائی کریں اور یقیناً" آخرت اور دنیا دونوں ہمارے ہی لئے ہیں۔

واما ثمود فھدینھم فاستحبوا العمیٰ علی الھدیٰ (16:41) اور باقی رہی قوم ثمود تو اسے بھی ہم نے راہ (حق دکھلا دی تھی) لیکن اس نے ہدایت کی راہ چھوڑ کر اندھے پن کا شیوہ پسند کیا۔

والذین جاھدو فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین (69:29)
اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں جانفشانی کی تو ضروری ہو کہ ہم میں بھی ان پر اپنی راہیں کھول دیں اور بلاشبہ اللہ ان لوگوں کا ساتھی جو نیک عمل ہیں!

Scanned with CamScanner

چنانچہ اس سلسلہ میں وہ اللہ کی ایک خاص ہدایت کا ذکر کرتا ہے اور اسے الہدیٰ کے نام سے
پکارتا ہے یعنی الف لام تعریف کے ساتھ :

قل ان ھدی اللہ ھو الھدی وامرنا لنسلم لرب العلمین (17:6)

(اے پیغمبر ان سے) کہدو یقیناً اللہ کی ہدایت تو الہدیٰ ہے اور ہم سب کو اسی بات کا حکم دیا
گیا ہو تمام جہانوں کے پروردگار کے آگے سر عبودیت جھکا دیں :

ولن ترضی عنک الیھود ولا النصری حتی تتبع ملتھم قل ان ھدی
اللہ ھو الھدی

اور (یاد رکھو) یہودی تم سے خوش ہونے والے نہیں جب تک کہ تم ان کی ملت کی پیروی نہ کرو اور یہی حال نصاریٰ کا ہے (اے پیغمبر) تم ان سے کہہ دو اللہ کی ہدایت کی راہ تو وہی ہے جو الہدیٰ ہے (یعنی ہدایت کی حقیقی اور عالمگیر راہ)

یہ "الھدیٰ" یعنی ہدایت کی ایک ہی اور حقیقی راہ کونسی ہے ؟ قرآن کہتا ہے وحی الٰہی کی عالمگیر ہدایت ہے جو پہلے دن سے دنیا میں موجود ہے اور بلا تفریق و امتیاز تمام نوع انسانی کے لئے ہے ۔ وہ کہتا ہے جس طرح خدا نے وجدان حواس اور عقل کی ہدایت میں نہ تو نسل وقوم کا امتیاز رکھا نہ زمان ومکان کا اسی طرح اس کی ہدایت وحی بھی ہر طرح کے تفرقہ وامتیاز سے پاک ہے وہ سب کے لئے ہے اور سب کو دی گئی ہے اور اس ایک ہدایت کے سوا اور جتنی ہدایتیں بھی انسانوں نے سمجھ رکھی ہیں سب انسانی بناوٹ کی راہیں ہیں خدا کی ٹھہرائی ہوئی راہ صرف یہی ایک راہ ہے ۔

اسی لئے وہ ہدایت کی ان تمام صورتوں سے ایک قلم انکار کرتا ہے جو اس اصل سے منحرف ہو کر طرح طرح کی مذہبی گروہ بندیوں اور متخالف ٹولیوں میں بٹ گئی ہیں اور سعادت و نجات کی عالمگیر حقیقت خاص خاص گروہوں اور حلقوں کی میراث بنا لی گئی ہے وہ کہتا ہے انسانی بناوٹ کی یہ الگ الگ راہیں ہدایت کی وہ نہیں ہو سکتیں ہدایت کی راہ تو وہی عالمگیر ہدایت کی راہ ہے۔ اسی عالمگیر ہدایت وحی کو وہ الدین کے نام سے پکارتا ہے یعنی نوع انسانی کے لئے حقیقی اور اسی کا نام اس کی زبان میں الاسلام ہو

Scanned with CamScanner

اداریہ

نئی نسل کو سنبھالیں

ملک بھر میں جگہ جگہ منی سینما گھروں میں فحش اور واہیات فلموں کی نمائش ہوتی ہے اور اب یہ وباء شہروں سے دور دیہات تک بھی پہنچ چکی ہے جہاں جہاں بجلی ہے وہاں وی سی آر پر نئی پود کی تربیت بھارتی اور انگریزی فحش فلموں سے کی جارہی ہے ہر بازار میں واڈیو گیمز کے ذریعے بچوں کو تعلیم سے دور کیا جارہا ہے اور اگر بچے منی سینماؤں اور واڈیو گیمز سے بچ جائیں تو گھروں میں ٹی وی پر جو کچھ آج کل پیش کیا جارہا ہے وہ بچے بھی دیکھتے ہیں ثابت یہ ہوا کہ بچے نہ گھر میں اور نہ گھروں سے باہر ان مہلک وباؤں سے محفوظ ہیں۔ والدین پریشان ہیں بچے کہاں جائیں جہاں ان آلائشوں سے پاک رہ سکیں بدبخت لوگ چند سکوں کی خاطر قوم کی پنیری کو تباہ کر رہے ہیں۔ ایسے ماحول میں راجہ عبدالعزیز بھٹی شہید اور خالد اور طارق کے جانشین کیسے تیار ہوں گے۔ ہم بچوں کو مجاہد بنانے کی بجائے ناچنے والے گانے والے اوراسلحہ استعمال کرنے والے ڈاکو بنا رہے ہیں پوری قوم فکر مند ہے والدین محو حیرت ہیں کہاں جائیں کس سے فریاد کریں کہ نئی نسل کو فحاشی اور منشیات سے بچایا جائے۔ ایسے حالات میں ہم اپنی قوم کے محب وطن اسلام دوست عوام سے اپیل کرتے ہیں کہ خدا کے لئے نئی نسل کو ان خرافات سے بچانے کے لئے میدان میں آئیں۔ گلی محلوں میں پڑھے لکھے نوجوان ایسی تنظیمیں بنائیں، جو کچھ وقت بچوں کی تربیت کے لئے وقف کریں تھوڑا تھوڑا پیسہ جمع کرکے یا چندہ اکٹھا کرکے محلوں میں چھوٹی چھوٹی لائبریریاں بنائیں۔ جہاں اسلامی لٹریچر اور تحریک پاکستان سے متعلقہ مواد رکھیں بچے پڑھیں گے تو انہیں علم ہوگا کہ وہ کس شاخ کے پھول ہیں اور مسلمان بچوں کی کیا ذمہ داریاں ہیں بڑوں کا فرض ہے کہ وہ گلی محلوں میں فارغ اوقات میں بچوں کو جمع کرکے انہیں تحریک پاکستان کا پس منظر بتائیں انہیں اسلامی مشاہیر کے کارنامے کہانیوں کی صورت میں سنائیں۔ بچوں کو خالد بن ولید' محمد بن قاسم اور پھر عزیز بھٹی شہید راشد منہاس شہید کے کارنامے سنائیں انہیں بتائیں کہ مسلمان قوم دنیا کی رہنمائی کے لئے ہے تاکہ خبیثوں کے کردار کی پیروی کے لئے بچے حکمرانوں کے ہوں یاسیاست دانوں کے علمائے دین کے ہوں یا سرکاری افسران کے بچے غریب کے ہوں یا محلے کے چوہدری کے یہ جب غلط راہوں پر چلیں گے تو والدین کے لئے عذاب خداوندی بنیں گے اس لئے ہم سب کو مل کر نئی پود کی صحیح سمت میں رہنمائی کرنے کے لئے وقت دینا ہو گا اور اگر ہم اپنی

بقیہ صفحہ

مطالعہ حدیث

سوتے وقت احتیاطی تدابیر

عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تترکوا النار فی بیوتکم حین تنامون (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے فرماتے ہیں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم سونے لگو تو گھر میں آگ نہ چھوڑو۔ حدیث میں احتیاطی تدابیر کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ بعض ایسی حرکتیں جو انسان کی غفلت اور بے احتیاطی کی وجہ سے وبال جان بن جاتی ہیں۔ دانشمندی کا تقاضا ہے۔ کہ ایسی حرکتوں سے انسان باز رہے۔ سوتے وقت انسان گھر اور کمرے کی حالت س کیا بلکہ اپنے بدن سے بھی بے خبر رہتا ہے۔ اس لئے محسن کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے واشگاف الفاظ میں اعلان کرتے فرمایا۔ جب تم سونے لگو۔ تو آگ بجھا کر اطمینان حاصل کرکے سو جاؤ۔ ایسا نہ ہو۔ کہ کہیں آگ کی وجہ سے گھر اور خود تمہاری جان راکھ بن جائے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص کی بے احتیاطی کی وجہ سے گھر جل کر گھر والوں پر گر پڑا۔ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں اس کا تذکرہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔

ان ھذہ النار ھی عدولکم فاذا انتم فاطفوھا عنھم

یہ آگ بے شک تمہارے حق میں ایک دشمن ہے۔ جو تمہاری جان و مال کو جلد دیتی ہے اس لئے جب تم سونے لگو تو اس کو بجھا دو۔ اور اس کے ضرر و نقصان سے اپنے آپ کو محفوظ رکھو۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ جس چیز سے بھی خطرہ کا احتمال ہو۔ تو اس سے اطمینان حاصل کئے۔ ہوئے بغیر سونا مناسب نہیں۔ گیس کے چولہے کو بھی رات سوتے وقت خاص کر کمرے میں بجانے کے بغیر سونا مناسب نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ گیس سے آگ لگ جائے۔ یا گیس کے منقطع کے ہونے کے بعد دوبارہ آجائے۔ یوں کھلا رکھنے سے گیس خارج ہو کر انسان کے ضیاع کا سبب بنے۔

بقیہ صلہلہ

طالبان علوم نبوت کے لئے صدمہ جانکاہ حضرت العلامہ مولانا رشید احمد مارتونگی کا انتقال

مولانا ذاکر حسن نعمانی

موت سے کسی کو مفر نہیں جو آیا سو گیا لیکن بعض لوگوں کی موت کا صدمہ یقیناً ناقابل برداشت ہوتا ہے خاص کر جب انتقال کرنے والا بہت بڑا عالم باعمل ہو کیونکہ اس کے جانے کے ساتھ علمی دنیا کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے صوبہ سرحد کے مایہ ناز اور مشہور علمی خاندان (سلسلہ مارتونگ) کے چشم و چراغ جامع منقول والمعقول حضرت العلامہ مولانا رشید احمد مارتونگی امسال وسط رمضان میں وفات پا گئے آپ حضرت العلامہ مولانا خان بہادر المعروف بہ مارتونگ بابا کے لائق فاضل فرزند تھے تمام علوم وفنون اپنے والد ماجد سے حاصل کئے ان کے والد صاحب اپنے دور کے یکتائے روزگار عالم تھے علوم فنون کی کتابوں میں امتیازی شان رکھتے تھے ۔ صوبہ سرحد کے موجودہ اکثر نامور علماء ان کے شاگرد ہیں والد صاحب کی زندگی میں اور بعد الوفات علمی مسند پر رونق افروز تھے اپنے والد مرحوم کے صحیح علمی و روحانی جانشین اور ترجمان تھے ساری زندگی درس و تدریس میں گزار دی آپ کا خاندان درس نظامی کی مشکل کتابوں کی پڑھائی میں مہارت کی وجہ سے بہت مشہور ہے مولانا رشید احمد رحمتہ اللہ علیہ بھی اپنے والد ماجد کی طرح بڑے ذکی اور فہیم تھے درس نظام کی کتابوں کا حق تدریس ادا کر دیا حضرت العلامہ مولانا مغفور اللہ استاد حدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک وشیخ الحدیث مولانا اسید اللہ صاحب جامعہ اسلامیہ واناوز پرستان اور صوبہ سرحد کے دو مشہور مدرسین مولانا سید قریش اور مولانا محمد امین صاحب آپ کے تلامزہ ہیں آپ کے والد مرحوم اور خود آپ کے درسی افادات کی ایک علمی جھلک رشد العلوم شرح سلم العلوم موئفہ مولانا اسید اللہ میں علماء کرام دیکھ سکتے ہیں مولانا مرحوم نے اگرچہ کتب تو تصنیف نہیں کیں لیکن اپنے پیچھے علماء کی ایک کھیپ تیار کر کے چلے گئے اس طرح یہ سلسلہ ان شاء اللہ قیامت تک چلتا رہے گا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس نصیب فرمائے آپ کی وفات بھی رمضان کے مغفرت والے عشرہ میں ہوئی اللہ کے فضل سے امید ہے کہ رمضان کے مغفرت والے عشرہ میں موت سے ہم کنار کر کے معاف کر دیا گا۔

Scanned with CamScanner

بقیہ

۲۱ ،۱۸ ،۱۰

بقیہ صـ۲۲

ذمہ دار حکمران اپنی آخرت کی بازپرس کا دھیان ۔ جس کہ ایک دن اللہ کے سامنے جواب
دہ ہونا پڑے گا

بقیہ صـ۲۳

کہ قرآن ایسی تبدیلی سے ٹھہرا ہے۔ تاہم سائنس کی جو تحقیق ہو۔ اس سے قرآن کی
نفی نہیں۔ جب سائنس والوں نے یہ رائے قائم کی۔ کہ سورج زمین کے اردگرد گھومتا
ہے۔ تو قرآن پر اسکا کوئی اثر نہ پڑا۔ اور آج اگر یہ ثابت کیا گیا کہ زمین ساکن نہیں
متحرک ہے۔ رات و دن کا وجود اس کی حرکت کا نتیجہ ہے۔ اس سے بھی قرآن کے
دعوی پر اثر نہیں پڑا۔ یہی وہ ناقابل انکار حقیقت ہے۔ جو قرآن کی حقانیت کی دلیل ہے

بقیہ صـ۱۹

پر مستیوں میں مصروف رہے اور نئی پود کو صحیح سمت میں چلانے کی کوشش نہ کی تو یاد
رکھیں کہ ہمارا مستقبل تاریک ہے اور ایسے حالات میں پاکستان کے محافظ اور اسلام کے علمبردار
کہاں ملیں گے وقت کی پکار ہے کہ نئی نسل کو بچائیں اور ان کی صحیح تربیت کے لیے ہم
بڑوں پر اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے اپنی ذمہ داریوں سے چشم پوشی کر کے ہم پاکستان اور
اسلام سے غداری کے مجرم ہوں گے۔

بقیہ صـ۲۸

پتہ لگے یہ صلاحیت ارتقائی ہے۔ اس لئے عقل کے ذریعہ جانب راہیں وہ روشنی کی ضرورت محسوس
کرسکے جانب کو پہچاننے کے لئے اگر انسان سو جائے تو معلوم نہ ہو سکے کی وجہ سے اس کی
محسوس نہیں۔

Scanned with CamScanner

اخبار الجامعہ

پاکستان کے دینی مدارس کی نمائندہ اور ہمہ گیر تنظیم وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے 29 رجب 1416ھ تا 5 شعبان 1416ھ بمطابق 23 ستمبر تا 28 دسمبر 1995ء کو منعقدہ امتحانات کے نتائج کا اعلان کر دیا ہے جامعہ عثمانیہ کے درجہ متوسطہ اور درجہ ثانویہ عامہ کے طلباء اس امتحان میں شریک رہے۔ ہم جامعہ عثمانیہ کے خیر خواہاں، مخلص معاونین اور جملہ متعلقین کو یہ خوشخبری دیتے ہوئے مسرت محسوس کرتے ہیں کہ بحمد اللہ جامعہ کے طلباء کرام نے حسب سابق امسال بھی اس امتحان میں امتیازی کامیابی حاصل کی اور کامیابی کا تناسب سو فیصد رہا۔

رب کائنات کی اسی مہربانی پر ہم دربار خداوندی میں سجدہ شکر بجا لاتے ہوئے جملہ اراکین شوریٰ اور خدام کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ جامعہ سے کل 25 طلباء امتحان میں شریک ہوئے جن میں سے 9 درجہ متوسطہ اور 16 درجہ ثانویہ عامہ کے تھے۔ طلباء کی کامیابی کا معیار مجموعی طور پر سو فیصد رہا۔ جن کی ترتیب یوں ہے۔

ممتاز	(اے گریڈ)	4
جید جدا	(بی گریڈ)	12
جید	(سی گریڈ)	4
مقبول	(ڈی گریڈ)	4

تفصیلی نتیجہ درج ذیل ہے

درجہ ثانویہ عامہ

1۔ حافظ ثناء اللہ ولد کفایت اللہ صوابی 525۔ ممتاز

2۔ حافظ بنیامین ولد فضل قدیر صوابی 507۔ ممتاز

3۔ حافظ فضل غفور ولد مولانا مغفور اللہ مانسہرہ 502 ممتاز

4۔ حافظ محمد یوسف ولد محمد یونس نوشہرہ 486 ممتاز

5۔ حافظ عنایت الرحمٰن ولد مفتی غلام الرحمٰن مانسہرہ 486 جید جدا

6۔ حافظ محمد زبیر ولد یاقوت خان نوشہرہ 434۔ جید جدا

Scanned with CamScanner

7۔ جمشید علی ولد امیر نواز پشاور 426۔ جید جدا

8۔ حافظ سید عبدالوھاب ولد سید فضل احد دیر 421 جید جدا

9۔ ریاض محمد ولد فضل محمد صوابی 412 جید جدا

10۔ اشفاق احمد ولد دراز خان کرک 399 جید جدا

11۔ حافظ ناصر خان ولد غلام نبی نوشہرہ 371 جید جدا

12۔ حافظ نعیم اللہ ولد میاں ولی اللہ نوشہرہ 371 جید جدا

13۔ محمد یوسف ولد سکندر شاہ پشاور 330 جید

14۔ مجیب اللہ ولد نور اکبر چارسدہ 324 جید

15۔ حافظ مجیب الرحمٰن ولد مفتی حفیظ الرحمٰن مانسہرہ 306 جید

16۔ حافظ فرمان اللہ ولد سید نذیر پشاور 255 مقبول

درجہ متوسطہ

1۔ حافظ خیر الرحمٰن ولد خلیل الرحمٰن نوشہرہ 451 جید جدا

2۔ حافظ حزب الرحمٰن ولد مولانا متحمل شاہ مردان 445 جید جدا

3۔ حافظ سیف الحق ولد فضل حق نوشہرہ 393 جید جدا

4۔ شمس الحق ولد عبدالقیوم بٹگرام 388 جید جدا

5۔ گوہر زیب ولد محمد جمال صوابی 318 جید

6۔ حافظ احسان الرحمٰن ولد مفتی غلام الرحمٰن نوشہرہ 302 جید

7۔ محمد حامد ولد عبدالستار ننگرہار افغانستان 289 مقبول

8۔ محمد جہانگیر ولد احمد اللہ پشاور 279 مقبول

9۔ محمد نعمان ولد محمد اسحاق پشاور 274 مقبول

29 دسمبر 1995ء تا 2 مارچ 1996 جامعہ میں تعطیلات رہیں تاہم دارالافتاء کھلا رہا اندرون وبیرون شہر کے لوگ برابر مستفید ہوتے رہے۔

باہر سے ڈاک کے ذریعے آنے والے سوالات کے جوابات بذریعہ ڈاک بھیجے جاتے رہے۔

Scanned with CamScanner

تعارف و تبصرہ

مفتی عبدالولی

مؤلف: مولانا پروفیسر محمد صدیق نام کتاب: اقامتہ الصلوۃ

صفحات: 112 قیمت: 30 روپے

ناشر: شعبہ نشرواشاعت مدرسہ اشرفیہ حفظ القرآن اوگی ضلع مانسہرہ

نماز ایک دائمی قدیمی عبادت ہے جس سے کسی رسول کی شریعت خالی نہیں رہی بالخصوص اسلامی معاشرہ کی جان ہے ' اسی لئے قرآن پاک میں دعوت ایمان کے بعد اقامت صلوۃ کی تاکید کی گئی ہے' اور حدیث میں فرمایا گیا ہے "بین الایمان والکفر ترک الصلاۃ مسلم شریف کہ ملت مؤمنہ اور ملت کافرہ کے درمیان فرق اور امتیاز صرف نماز ہے۔

قرآن کریم میں جہاں بھی نماز کے بارے میں بندوں کو حکم دیا گیا ہے وہ اقامت کے مفہوم کے ساتھ مقرون ہے۔ اور اقامت صلاوۃ کا معنی محض نماز پڑھنا نہیں بلکہ نماز کو ہر اعتبار اور ہر جانب سے صحیح اور درست طریقے پر ادا کرنے کا نام اقامت صلاۃ ہے' جس میں نماز کے تمام فرائض ' واجبات' مستحبات اور آداب کی رعایت کرنا اور ان پر مواظبت کے ساتھ عمل پیرا ہونا سبھی شامل ہیں۔

چونکہ نماز دین اسلام کی ایک بنیادی اور انتہائی اہمیت کے حامل عبادت ہے اس اساسیت واہمیت کے پیش نظر علماء دین نے ابتداء ہی سے مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے اسکے احکام وشرائط پر مجمل ومفصل مختصر ومطول رسائل وکتابیں دنیا کی مختلف زبانوں میں لکھی ہیں اور لکھی جارہی ہیں۔

انہی حضرات علماء کرام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے محترم مولانا پروفیسر محمد صدیق بونیری صاحب نے اپنے سوز دروں کی وجہ سے رسالہ "اقامۃ الصلاۃ تحریر فرمایا ہے جو دینی لٹریچر میں ایک مفید اضافہ ہے۔ آپ نے اس رسالے میں جدید اور دلنشین طریقے کے ساتھ نماز کے جملہ متعلقہ احکام کی تفصیل و تشریح فرمائی ہے۔ ابتداء میں شرعی اصطلاحات فرض ' واجب ' سنت وغیرہ کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے ہر ایک کی حیثیت و اہمیت اجاگر کرنے کی کوشش کی

Scanned with CamScanner

گئی ہے پھر وضو، غسل، تیمم کے احکام ذکر ہیں اسکے بعد نماز کے فرائض، واجبات، سنن، مستحبات وغیرہ کی تفصیل ہے۔

مسائل جماعت وامامت اور عورتوں کی نماز کے احکام کے عنوانات قائم کئے گئے ہیں اور متعلقہ مسائل کی تشریح کی گئی ہے۔

ایک مفید بات یہ کہ پوری نماز کا ترجمہ و تشریح بھی کتاب میں موجود ہے الغرض نماز کے جملہ احکام کے احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں رسالہ کی ایک خوبی یہ ہے کہ عام فہم اور سلیس اردو میں ہونے کی وجہ سے کم پڑھے لکھے لوگ بھی اس سے بخوبی استفادہ کر سکتے ہیں۔

مؤلف محترم نے رسالے کے آخر میں " وضو اور سائنس " کے عنوان کے تحت وضو کے سائنسی فوائد بیان کئے ہیں اور سائنس سے وضو کے فوائد ثابت کئے ہیں یہ بیان اگرچہ بہت دلچسپ ہے لیکن ہم یہاں یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ احکام اسلامیہ سائنس کی تائید کے محتاج نہیں سائنس کی تحقیقات سے اشیاء کی کسی اندرونی ذاتی ولا نیفک خاصیت یا ماہیت ونوعیت کا پتہ نہیں چلتا فلسفہ وسائنس کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اس کے وہ بیشتر نظریات جو قطعی مشاہدہ پر مبنی نہیں ہیں مختلف زمانوں میں بدلتے رہے ہیں اس لئے یہ روش مناسب نہیں کہ ہم ہر ایک حکم شریعت کی سائنسی توجیہ کرتے پھریں کل اگر وہ نظریہ سائنس تبدیل ہوتا ہے تو پھر اس شرعی حکم کے متعلق ہمارا کیا موقف ہوگا؟

رسالے میں بعض مقامات پر مسائل وغیرہ سے متعلقہ مؤلف کی تشریحی کلمات جو کہ قاری کے لئے باعث خلجان ہو سکتے ہیں امید ہے آئندہ ایڈیشن میں اس کے دور کرنے کی طرف توجہ دی جائیں گی۔ مؤلف محترم سے ہم یہ بھی توقع رکھتے ہیں کہ رسالے کی قدروافادیت دوچند کرنے کی خاطر رسالے میں آمدہ احادیث کی تخریج کی طرف بھی توجہ فرمائیں گے جو ہنوز تشنہ تخریج ہیں۔

بہر حال رسالہ "اقامۃ الصلاۃ" مجموعی حیثیت سے بہترین ہے کاغذو طباعت معیاری اور گٹ آپ جاذب نظر ہے جلد بندی نہیں ہوئی ہے محض باکس بورڈ کا ٹائٹل کور لگا ہوا ہے۔ قیمت -/30 روپے ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبولیت نصیب فرما کر نافع عام بنائے اور مؤلف و ناشر کے لئے ذخیرہ آخرت (آمین)